21

ہفت روزہ

خدام الدین

لاہور

زیر سرپرستی

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی مدظلہ

شیرانوالہ دروازہ لاہور

۹ جمادی الاول سنہ ۱۳۷۸ھ

۲۱ نومبر سنہ ۱۹۵۸ء

قیمت ۵

یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین © لاہور

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

گوبر ہڈی کوئلہ سے استنجا نہ کرو

عن ابن مسعود قال لما قدم وفد الجن على النبي صلى الله عليه وسلم قالوا يا رسول الله انه امتك ان يستنجوا بعظم او روثة او حممة فان الله جعل لنا فيها رزقا فنهانا رسول الله صلى الله عليه وسلم عن ذلك رواه ابوداؤد۔

ابن مسعودؓ کہتے ہیں کہ جب جنوں کی ایک جماعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی تو اس نے آپ سے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اُمت کو منع فرما دیجئے کہ وہ گوبر ہڈی اور کوئلہ سے استنجا نہ کریں۔ اس لئے کہ خداوند تعالےٰ نے ان چیزوں میں ہمارا رزق رکھا ہے۔ پس منع فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو ان چیزوں کے استعمال سے۔

مسواک کی تاکید

عن ابي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لولا ان اشق على امتي لامرتهم بتاخير العشاء وبالسواك عند كل صلوة متفق عليه

روایت ہے ابوہریرہؓ سے کہا۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اگر میں اپنی اُمت پر اس بات کو مشکل نہ جانتا تو اس کو یہ حکم دیتا کہ وہ عشا کی نماز دیر سے پڑھیں اور ہر نماز کے لئے مسواک کریں۔

مسواک کی تاکید

عن حذيفة قال كان النبي صلى الله عليه وسلم اذا قام للتهجد من الليل يشوص فاه بالسواك متفق عليه

حذیفہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب رات کو تہجد کی نماز کے لئے اُٹھتے تو ملتے اور دھوتے مُنہ اپنا مسواک سے۔

دس باتوں کا بیان

عن عائشة قالت قال رسول الله صلى الله عليه وسلم عشر من الفطرة قص الشارب واعفاء اللحية والسواك واستنشاق الماء وقص الاظفار وغسل البراجم ونتف الابط وحلق العانة وانتقاص الماء يعني الاستنجاء قال الراوي ونسيت العاشرة الا ان تكون المضمضة رواه مسلم وفي رواية الختان بدل اعفاء اللحية لم اجد هذه الرواية في الصحيحين ولا في كتاب الحميدي ولكن ذكرها صاحب الجامع وكذا الخطابي في معالم السنن عن ابي داؤد برواية عمار بن ياسر

حضرت عائشہؓ کہتی ہیں۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ دس باتیں فطرت میں سے ہیں۔ (یعنی دس دین کی باتیں ہیں۔ (۱) لبوں کے بال کٹوانا (۲) داڑھی کا بڑھانا (۳) مسواک کرنا (۴) ناک میں پانی دینا (۵) ناخن کٹوانا (۶) دھونا انگلیوں کے جوڑوں کو (۷) بغل کے بال اُکھاڑنا (۸) زیر ناف بالوں کا مونڈنا (۹) اور استنجا میں تھوڑا پانی خرچ کرنا۔ راوی کا بیان ہے کہ دسویں بات کو میں بھول گیا۔ ممکن ہے وہ کلی کرنا ہو (مسلم) اور ایک روایت میں داڑھی بڑھانے کے بجائے ختنہ کرنا کے الفاظ ہیں۔

مسواک مُنہ کو پاک کرتی ہے

عن عائشة قالت قال رسول الله صلى الله عليه وسلم السواك مطهرة للفم مرضاة للرب رواه الشافعي واحمد والدارمي والنسائي وروى البخاري في صحيحه بلا اسناد

عائشہؓ کہتی ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مسواک مُنہ کی پاکی کا سبب ہے۔ اور پروردگار کی خوشنودی کا باعث۔

مسواک کی تاکید

عن عائشة قالت كان النبي صلى الله عليه وسلم لا يرقد من ليل ولا نهار فيستيقظ الا يتسوك قبل ان يتوضأ رواه احمد وابو داؤد

عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات اور دن میں جب سو کر اُٹھتے تو وضو کرنے سے پہلے مسواک کرتے۔

مسواک کی تاکید

عن ابي امامة ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال ما جاءني جبريل عليه السلام قط الا امرني بالسواك لقد خشيت ان احفي مقدم فيّ رواه احمد

ابو امامہؓ کہتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جبرئیل جب میرے پاس آئے مجھ کو مسواک کرنے کا حکم دیا اور البتہ میں ڈرا کہ کہیں (مسواک کی زیادتی سے) میں اپنے مُنہ کے اگلے حصے کو نہ چھیل ڈالوں۔

مسواک کی فضیلت

عن عائشة قالت قال رسول الله صلى الله عليه وسلم تفضل الصلوة التي يستاك لها على الصلوة التي لا يستاك لها سبعين ضعفا رواه البيهقي في شعب الايمان

عائشہؓ کہتی ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ وہ نماز جس کے لئے مسواک کی گئی ہے اس نماز پر جس کے لئے مسواک نہیں کی گئی ستر درجے فضیلت رکھتی ہے۔

مسواک کی فضیلت

عن ابي سلمة عن زيد بن خالد الجهني قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول لولا ان اشق على امتي لامرتهم بالسواك عند كل صلوة ولاخرت صلوة العشاء الى ثلث الليل قال فكان زيد بن خالد يشهد الصلوات في المسجد وسواكه على اذنه موضع القلم من اذن الكاتب لا يقوم الى الصلوة الا استن ثم رده الى موضعه رواه الترمذي وابو داؤد الا انه لم يذكر ولاخرت صلوة العشاء الى ثلث الليل وقال الترمذي هذا حديث حسن صحيح۔

ابی سلمہؓ زید بن خالد الجہنی سے روایت کرتے ہیں۔ کہ سُنا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے کہ اگر میں مشکل نہ جانتا اپنی اُمت پر تو حکم دیتا ان کو ہر نماز کے لئے مسواک کرنے کا اور تاخیر کرتا عشاء کی نماز میں تہائی رات تک۔

راوی کہتا ہے کہ اس کے بعد (دیکھا گیا کہ) زید بن خالد نماز کو آتے اور مسواک ان کے کان پر رکھی ہوتی جس طرح قلم رکھی ہوتی ہے۔ وہ جب نماز کو کھڑے ہوتے تو فوراً مسواک کر لیتے اور پھر کان پر رکھ لیتے

ہفت روزہ

خدام الدین

لاہور

جلد ۴ | ۹ جمادی الاول ۱۳۷۸ھ ۲۱ نومبر ۱۹۵۸ء | شمارہ ۲۸

ہماری نئی حکومت

تاجر اور سرکاری ملازم ملک کی اقتصادی اور معاشرتی زندگی میں ریڑھ کی ہڈی کا درجہ رکھتے ہیں۔ اگر یہ دونوں گروہ درست ہوں اور ان کے دل میں خودغرضی کی بجائے ملک وقوم کی ہمدردی اور خدمت کا جذبہ موجزن ہو تو ملک کی اقتصادی اور معاشرتی حالت درست ہوگی۔ لیکن اگر یہ دونوں گروہ بگڑ جائیں تو ملک کی اقتصادی اور معاشرتی زندگی تباہ اور خستہ حال ہوگی۔ تاجر سمگلنگ بلیک مارکیٹ۔ ذخیرہ اندوزی ناجائز منافع خوری وغیرہ سے ملک قوم کی بدحالی کا سامان پیدا کرتے ہیں اور سرکاری ملازمین رشوت ستانی۔ غبن۔ خویش پروری اور اپنی نااہلی سے ملک قوم کو تباہی کے گڑھے میں دھکیلتے ہیں۔

پاکستان کو بنے ہوئے گیارہ سال سے زائد عرصہ ہوچکا ہے۔ اس قلیل عرصہ میں تاجروں اور سرکاری ملازمین کی سیاہ کاریوں کی بدولت اس ملک کی جو حالت ہوچکی تھی وہ اخبار بین حضرات سے پوشیدہ نہیں۔ برسر اقتدار طبقہ اپنی کرسیوں کی حفاظت کی فکر میں رہتا تھا۔ ان کو ان دونوں گروہوں کی تطہیر کا یا تو خیال ہی نہ تھا یا وہ ان دونوں کو اپنی کرسیوں کی حفاظت کے لئے استعمال کرتا تھا۔ درآمدی اور برآمدی لائسنس دے کر ہر سیاسی پارٹی نے آئندہ انتخابات لڑنے کے لئے اپنے خزانے بھر لئے تھے۔ اسی طرح سرکاری ملازمین کو برسر اقتدار طبقہ اپنا آلہ کار بناکر مخالف پارٹی کو کچلنے کی کوشش کرتا رہا۔ حالات اس حد تک بگڑ چکے تھے کہ سرکاری ملازمین میں یہ خیال ہوچکا تھا کہ اس ملک میں ایمانداری اور محنت سے کام کرنے پر ترقی کا انحصار نہیں بلکہ خود رشوت کھانے اور افسروں کو کھلانے سے ترقی ملتی ہے۔ اسی طرح عوام کو اکثر یہ کہتے سنا جاتا تھا کہ ایمانداری سے اپنا اور اپنے بال بچوں کا پیٹ پالنا مشکل ہے۔ جب تک بے ایمانی اور بد دیانتی نہ کی جائے روٹی بھی نہیں ملتی۔

یہ صورت حال ہر درد دل رکھنے والے پاکستانی کے لئے تشویش ناک تھی۔ وہ ملک کی زبوں حالی اور قوم کی بے راہ روی پر دل ہی دل میں کڑھتا تھا اور اپنی بے بسی کی وجہ سے چار آنسو بہاکر اور بارگاہ رب العزت میں دعا پر اکتفا کرکے بیٹھ جاتا تھا جن کو زبان یا قلم سے اس پر اظہار خیال کرنے کا موقع مل جاتا تھا وہ منبر پر بیٹھ کر یا اخبارات ورسائل کے ذریعہ اپنے دل کی بھڑاس نکال لیتے تھے۔ بالآخر کروڑوں انسانوں کی آہیں رنگ لائیں اور ملک میں انقلاب آیا۔ مرکزی اور صوبائی وزارتیں ڈسمس کردی گئیں۔ قومی اور صوبائی اسمبلیاں توڑ دی گئیں اور سارے ملک میں مارشل لاء نافذ کردیا گیا۔

کچھ دنوں تک تو صدر مملکت اور چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر ملک کا نظام چلاتے رہے۔ لیکن اتنا بوجھ دو انسانوں کے بس کا روگ نہ تھا۔ اس لئے ملک کے دونوں حصوں سے چند حضرات کو منتخب کرکے مرکزی کابینہ بنادی گئی۔ کابینہ کی تشکیل کے چند دن بعد صدر مملکت مستعفی ہوگئے۔ اور چیف مارشل ایڈمنسٹریٹر نے صدر کا عہدہ بھی سنبھال لیا۔ وزیراعظم کے عہدہ کو غیر ضروری قرار دے کر ختم کردیا گیا۔

معلوم ہوتا ہے کہ ہماری نئی حکومت نے بھی ملک کی زبوں حالی کا ذمہ دار تاجروں اور سرکاری ملازمین کو ہی گردانا ہے۔ اس لئے وہ پہلے انہی دو گروہوں کی طرف توجہ دے رہی ہے۔ پہلے سمگلنگ۔ بلیک مارکیٹ۔ ذخیرہ اندوزی ناجائز منافع خوری کرنے والوں کے خلاف سخت کارروائی کی گئی۔ ان کو گرفتار کرکے ان پر مقدمات چلائے گئے۔ ان کو عبرت ناک سزائیں دی گئیں ان کی ناجائز ذرائع سے پیدا کردہ منقولہ اور غیر منقولہ جائدادیں ضبط کرلی گئیں۔ یہ کہنا تو شاید مبالغہ ہو کہ ڈیڑھ ماہ کے قلیل عرصہ میں یہ جرائم کلیتہً بند ہوگئے ہیں۔ لیکن یہ امر واقعہ ہے کہ ان میں بہت حد تک کمی ہوگئی ہے۔

اب حکومت سرکاری ملازمین کی تطہیر کی کوشش کررہی ہے اس کے لئے پہلا کام یہ کیا گیا ہے کہ مرکز اور صوبوں میں موزوں سطح پر تحقیقاتی کمیٹیاں قائم کی گئی ہیں، جو تمام سرکاری ملازمین کی سابقہ حیثیت اور موجودہ املاک دیانت اور مستعدی کا جائزہ ... لیں گی۔ سرکاری ملازمین کی تطہیر کا کام تاجروں کی تطہیر کے مقابلہ میں بہت زیادہ مشکل ہے۔ اگر ہماری نئی حکومت اس مہم میں بھی کامیاب ہوگئی تو ملک قوم کی زبوں حالی یقیناً خوشحالی میں بدل جائیگی۔ ہماری دعائیں حکومت کے ہر اصلاحی کام میں اس کے ساتھ ہیں

اس موقعہ پر ہم اپنی نئی حکومت سے یہ کہہ دینا اپنا فرض سمجھتے ہیں کہ کتاب وسنت کی روشنی میں آپ جو اصلاحات بھی کریں گے۔ ان کا نتیجہ دیرپا ہوگا۔ قانون کی گرفت کے ساتھ ساتھ تعلیم وتربیت کی بھی ضرورت ہے۔ خالی قانون کی گرفت دیرپا نتائج پیدا نہ کرسکے گی۔ جونہی قانون کی گرفت ڈھیلی ہوئی وہی پرانی خرابیاں عود کر آئیں گی۔ قوم کے دل سے ان خرابیوں کی جڑ اکھاڑ کر پھینک دینے کیلئے ضروری ہے کہ ان کے دل میں آخرت کے محاسبہ کا خیال جاگزین کردیا جائے۔ خدا کرے کہ ہماری نئی حکومت کو اس کی اہمیت کا احساس ہوجائے۔

تخفیف

قارئین کرام کو یاد ہوگا کہ ابتداء میں ہفت روزہ خدام الدین کا سالانہ چندہ گیارہ روپیہ اور ششماہی چھ روپے تھا۔ اس وقت قیمت فی پرچہ چار آنہ تھی۔ ۱۶ مئی ۱۹۵۸ء سے سالانہ چندہ بارہ روپے اور ششماہی چندہ سات روپے کردیا گیا۔ اور اس طرح سے قیمت فی پرچہ بھی پانچ آنے کردی گئی۔

اب چھ ماہ کے بعد حالات اصلاح پذیر ہونے کی وجہ سے مجلس منتظمہ نے دوبارہ اس معاملہ میں غور وخوض کرنے کے بعد چندہ میں کمی کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ قارئین کرام اور ایجنٹ حضرات نوٹ کرلیں کہ ۵ دسمبر ۱۹۵۸ء کے شمارہ سے شرح چندہ حسب ذیل ہوگی۔

چندہ سالانہ ...... گیارہ روپے
چندہ ششماہی ...... چھ روپے
چندہ سہ ماہی ...... تین روپے
چندہ ماہوار ...... ایک روپیہ

قیمت فی پرچہ چار آنے

جن حضرات نے سالانہ اور ششماہی چندہ موجودہ شرح سے ادا کر رکھا ہے۔ ان کی میعاد خریداری بڑھادی جائیگی۔

دُنیاوی مصائب و تکالیف میں ملنے والے اجر پر نظر رکھو

(از جناب محمد شفیع عمر الدین صاحب ۔ سجاول ؒ)

آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ۔ مَا مِنْ مُسْلِمٍ یُّصِیْبُہٗ اَذًی مِّنْ مَرَضٍ فَمَا سِوَاہُ اِلَّاحَطَّ اللّٰہُ بِہٖ سَیِّاٰتِہٖ کَمَا تَحُطُّ الشَّجَرَۃُ وَرَقَھَا ۔ (عن ابن مسعودؓ ۔ مشارق الانوار بحوالہ بخاری و مسلم حدیث ۹۲۵)

ترجمہ ۔ کوئی مسلمان ایسا نہیں جسے بیماری کی وجہ سے یا کسی اور وجہ سے رنج یا تکلیف پہنچے ۔ مگر اس رنج یا تکلیف کے باعث اللہ تعالےٰ اس کے گناہوں کو درخت کے پتّوں کی مانند جھاڑ ڈالتا ہے ۔

المختصر اس دار المحن میں جس طرح رات و دن بدلتے رہتے ہیں ۔ سُکھ و دُکھ بھی ہر انسان کو پیش آتے رہتے ہیں مصائب و تکالیف میں ہمّت ہار کر نہ بیٹھ جانا چاہیئے ۔ بلکہ ان کو گناہوں کا کفارہ جان کر متوجہ الی اللہ ہو جانا چاہیئے ۔ اور آئندہ ملنے والے ثواب پر نظر رکھ کر سکونِ قلب حاصل کرنا چاہیئے ۔

حضرت امام غزالی رح نے ایک اہل دل خاتون کا ذکر فرمایا ہے کہ چوٹ لگنے سے اس کے پاؤں کی ایک اُنگلی کا ناخن اُتر گیا ۔ وہ بجائے واویلا کرنے کے ہنس پڑی ۔

اس سے پوچھا گیا ۔ کہ کیا تجھے درد محسوس نہیں ہُوا ؟

اس صالحہ خاتون نے جواب دیا کہ " اس تکلیف پر جس ثواب کے ملنے کی مجھے توقع ہے اُس کی خوشی نے زخم کی تکلیف کو میرے دل سے محو کر دیا ہے ۔ " (اربعین)

حضرت امام غزالی رح فرماتے ہیں کہ بعض اہلِ علم کا قول ہے کہ کوئی سختی اور مصیبت ایسی نہیں جس کے بدلے میں اللہ تعالےٰ کی نعمت نہ ہو ۔ لہٰذا ان نعمتوں پر جو مصائب کے ساتھ وابستہ ہیں شکر واجب ہے ۔ " (از منہاج العابدین الی الجنۃ)

لہٰذا دُنیاوی مصائب اور تکالیف کے وقت اللہ تعالےٰ سے اجر کی توقع رکھنی چاہیئے ۔ اور ہر وقت اللہ تعالےٰ سے عفو اور عافیت کی طلب کرتے رہنا چاہیئے ۔ اور گناہوں سے استغفار کرتے رہنا چاہیئے ۔

حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

مر تُرا ہر زخم کاید ز آسماں
منتظر ہباش خلعت بعد ازاں

یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے تجھے جو دُنیاوی تکالیف اور مصائب ۴۴ ۴۴ پہنچیں ۔ ان کے بعد انعام الٰہی کا بھی انتظار کر ۔

اگر تو مصائب اور تکالیف میں گردن تک پھنس جائے تو بھی مایوسی کو قریب مت آنے دے ۔ یہ حالت ہمیشہ نہ رہے گی ۔ جلد ہی رحمتِ الٰہیؒ اور دُکھ سُکھ میں بدل جائیں گے ۔

ذاتِ باری تعالےٰ وہ ذات پاک نہیں جو ہمیشہ اپنے بندوں کو مصائب اور تکالیف میں گھرا رکھے ۔ ہر دُکھ کے بعد سُکھ ملے گا ۔ زحمت کے بعد راحت ملے گی ۔

دُنیا و ما فیہا اللہ تعالےٰ کے ہاں ایک مچھّر کے پر جتنی بھی قدر نہیں رکھتے ۔ تھوڑی سی دُنیاوی تکلیف کے مقابلہ میں آخرت میں ملنے والا اجر بہت بڑا ہے ۔

المختصر دُکھ اور تکالیف کے ایّام میں اگر روشن مستقبل سامنے رکھا جائے اور رضائے الٰہی پر بندہ راضی رہے اور چُپ چاپ فرائض عبودیت ادا کرتا رہے تو پریشانی اور گھبراہٹ کی بجائے اسے سکونِ قلب میسّر ہوگا ۔

نعت

(از قلم جناب عبد الرحیم صاحب جاوید)

دُنیا پہ ابرِ رحمتِ یزداں تمہیں تو ہو
کچھ شک نہیں ہے صاحبِ قرآں تمہیں تو ہو
جلوؤں سے جس کے چھٹ گئیں باطل کی ظلمتیں
توحید کے وہ مہرِ درخشاں تمہیں تو ہو
لاریب تم ہو باعثِ تخلیقِ کائنات !
رُوح و روانِ عالمِ امکاں تمہیں تو ہو
انسانیت کے تم نے سکھائے ہمیں اصول
انسان کی نجات کا ساماں تمہیں تو ہو
حق نے کیا ہے وعدہ فترضٰی کا آپ سے
سردارِ حُور و کوثر و غلماں تمہیں تو ہو

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

خطبہ یوم الجمعہ ۲ جمادی الاوّل ۱۳۷۸ھ مطابق ۱۴ر نومبر ۱۹۵۸ء

(از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب خطیب مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور)

۱- ایک نہایت ہی خطرناک دن سے متعلقہ حالات

۲- جس کی آمد کے تمام آسمانی مذاہب قائل ہیں

اور وہ قیامت کا دن ہے

آج کے خطبہ میں اس مضمون کی قسط اوّل پیش کرنا چاہتا ہوں۔ اور دوسری قسط دوسرے خطبہ میں آئے گی۔

قیامت کے دن کی خطرناکی ملاحظہ ہو

(یٰاَیُّھَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّکُمْ ۚ اِنَّ زَلْزَلَۃَ السَّاعَۃِ شَیْءٌ عَظِیْمٌ ○ یَوْمَ تَرَوْنَھَا تَذْھَلُ کُلُّ مُرْضِعَۃٍ عَمَّآ اَرْضَعَتْ وَتَضَعُ کُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَھَا وَتَرَی النَّاسَ سُکٰرٰی وَمَا ھُمْ بِسُکٰرٰی وَلٰکِنَّ عَذَابَ اللّٰہِ شَدِیْدٌ ○) سورہ الحج رکوع ۱ پارہ ۱۷

ترجمہ۔ اے لوگو۔ اپنے رب سے ڈرو۔ بیشک قیامت کا زلزلہ ایک بڑی چیز ہے جس دن اسے دیکھو گے۔ ہر دودھ پلانے والی اپنے دودھ پیتے کو بھول جائے گی اور ہر حمل والی اپنا حمل گرا دے گی۔ اور تجھے لوگ مدہوش نظر آئیں گے۔ حالانکہ وہ مدہوش نہیں ہونگے لیکن اللہ کا عذاب سخت ہوگا۔

قیامت کے دن کی ہیبت

ان آیات میں قیامت کے دن کی ہیبت بیان کی گئی ہے۔ اس دن زلزلہ ایسا آئے گا جس سے ایسی گھبراہٹ پیدا ہوگی کہ اگر اُس وقت دودھ پلانے والی عورت بھی موجود ہوتی۔ تو اس گھبراہٹ میں اپنے شیر خوار بچّے کو بھی بھول جاتی حالانکہ شیر خوار بچّہ ماں کو بڑا ہی پیارا ہوتا ہے۔ اور اگر اس وقت حاملہ عورتیں ہوتیں۔ تو مارے دہشت کے ان کے حمل ساقط ہو جاتے۔ اور اس دن لوگ ایسے مدہوش ہونگے۔ کہ دیکھنے والا یہ خیال کرے کہ یہ لوگ شراب کے نشے میں مخمور اور مدہوش ہیں۔

قیامت کے دن قبروں میں سے نکل کر میدان محشر میں دوڑتے ہوئے چلے آرہے ہوں گے

(وَنُفِخَ فِی الصُّوْرِ فَاِذَا ھُمْ مِّنَ الْاَجْدَاثِ اِلٰی رَبِّھِمْ یَنْسِلُوْنَ ○ قَالُوْا یٰوَیْلَنَا مَنْۢ بَعَثَنَا مِنْ مَّرْقَدِنَا ۜ ھٰذَا مَا وَعَدَ الرَّحْمٰنُ وَصَدَقَ الْمُرْسَلُوْنَ ○)

سورہ یٰس رکوع ۴ پارہ ۲۳

ترجمہ اور صور میں پھونکا جائے گا۔ تو فوراً اپنی قبروں سے نکل کر اپنے رب کی طرف دوڑے چلے آئیں گے کہینگے ہائے افسوس کس نے ہمیں ہماری خوابگاہ سے اُٹھایا۔ یہی ہے جو رحمٰن نے وعدہ کیا تھا اور رسولوں نے سچ کہا تھا۔

حاشیہ شیخ الاسلام

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔ "یعنی دوسری مرتبہ صور پھونکا جائے گا تو سب زندہ ہو کر اپنی قبروں سے اُٹھ کھڑے ہونگے۔ اور فرشتے ان کو جلد جلد دھکیل کر میدانِ محشر میں لے جائیں گے۔ شاید نفخۂ اولیٰ اور نفخۂ ثانیہ کے درمیان ان پر نیند کی حالت طاری کر دی جائے۔ یا قیامت کا ہولناک منظر دیکھ کر عذاب قبر کو اھون سمجھیں گے اور نیند سے تشبیہہ دینگے۔ انتہیٰ ملخصاً

قیامت کے دن سب انسانوں کو ایک میدان میں اکٹھا کیا جائیگا اس دن دوزخ کو کافروں پر پیش کیا جائے گا۔

(وَنُفِخَ فِی الصُّوْرِ فَجَمَعْنٰھُمْ جَمْعًا ○ وَّعَرَضْنَا جَھَنَّمَ یَوْمَئِذٍ لِّلْکٰفِرِیْنَ عَرْضًا ○ نِ الَّذِیْنَ کَانَتْ اَعْیُنُھُمْ فِیْ غِطَآءٍ عَنْ ذِکْرِیْ وَکَانُوْا لَا یَسْتَطِیْعُوْنَ سَمْعًا ○) سورہ الکہف رکوع ۱۱ پارہ ۱۶

ترجمہ۔ اور صور میں پھونکا جائیگا۔ پھر ہم ان سب کو جمع کریں گے اور ہم دوزخ کو اس دن کافروں کے سامنے پیش کرینگے۔ جن کی آنکھوں پر ہماری یاد سے پردہ پڑا ہوا تھا۔ اور وہ سُن بھی نہ سکتے تھے۔

کافروں پر دوزخ پیش کرنے کی تخصیص کا باعث

دوزخ کافروں کی آنکھوں کے سامنے ہوگا۔ شاید کافروں کی تخصیص اس لئے کی کہ اصل میں دوزخ انہیں کے لئے تیار کیا گیا ہے۔ اور ان کی آنکھوں پر دُنیا میں پردہ پڑا ہُوا تھا۔ اب وُہ پردہ اُٹھ گیا ہے۔ کافروں کی اپنی عقل کی آنکھ دُنیا میں ٹھیک نہیں تھی۔ کہ قدرت کے نشان دیکھ کر یقین لے آتے۔ اور خدا کو یاد کرتے۔ اور اپنی ہٹ دھرمی سے کسی عقلمند کی بات نہ سُنی۔ تاکہ دوسرے کے سمجھانے ہی سے سمجھ جاتے۔

قیامت کے دن کوئی رشتہ داری کام نہیں آئیگی

(فَاِذَا نُفِخَ فِی الصُّوْرِ فَلَآ اَنْسَابَ بَیْنَھُمْ یَوْمَئِذٍ وَّلَا یَتَسَآءَلُوْنَ ○) سورہ المومنون رکوع ۶ پارہ ۱۸

ترجمہ۔ پھر جب صور پھونکا جائیگا۔ تو اس دن ان میں نہ رشتہ داریاں رہیں گی اور نہ کوئی کسی کو پوچھے گا۔

البتہ دُنیا میں جن لوگوں کی دوستی محض رضاالٰہی پر مبنی تھی وُہ آپس میں دوست ہی رہینگے اس کا ثبوت

(اَلْاَخِلَّآءُ یَوْمَئِذٍۢ بَعْضُھُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ اِلَّا الْمُتَّقِیْنَ ○) سورہ الزخرف رکوع ۷ پارہ ۲۵

ترجمہ۔ اس دن دوست بھی آپس میں دشمن ہو جائیں گے۔ مگر آپس میں پرہیزگار لوگ

حاشیہ شیخ الاسلام

اس دن دوست سے دوست بھگے گا۔

کہ اس کے سبب سے کہیں میں نہ پکڑا جاؤں۔ دُنیا کی سب دوستیاں اور محبتیں منقطع ہو جائیں گی۔ آدمی پچتائیگا کہ فلاں شریر آدمی سے دوستی کیوں کی تھی۔ جو اس کے اکسانے سے آج کیوں گرفتار مصیبت ہونا پڑا۔ اس وقت بڑا گرمجوش محب محبوب کی صورت دیکھنے سے بیزار ہوگا۔ البتہ جن کی محبت اور دوستی اللہ کے واسطے تھی۔ اور اللہ کے خوف پر مبنی تھی وہ کام آئے گی۔

آپس میں اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر دوستی رکھنے والوں کے چین اور آرام کا ثبوت

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ یَقُوْلُ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ اَیْنَ الْمُتَحَابُّوْنَ بِجَلَالِیْ اَلْیَوْمَ اُظِلُّهُمْ فِیْ ظِلِّیْ یَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلِّیْ رواہ مسلم

ترجمہ۔ ابی ہریرہ سے روایت ہے۔ کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بیشک اللہ قیامت کے دن فرمائے گا۔ وہ لوگ کہاں ہیں جو میری تعظیم کی خاطر ایک دوسرے سے دوستی رکھنے والے تھے۔ آج میں انہیں اپنی رحمت کے سایہ میں جگہ دُونگا۔ جس دن سوائے میرے سایہ کے اور کوئی سایہ نہیں ہوگا۔

حاصل

مذکورالصدر اعلان کا حاصل یہ نکلا کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن محض رضا الٰہی کی خاطر دوستی رکھنے والوں کو اپنی رحمت کے سایہ میں جگہ دیگا۔ لہٰذا ان حضرات کو قیامت کے دن کی تکالیف کا احساس بھی نہیں ہوگا۔ اور رحمتِ الٰہی کے سایہ میں بیٹھنے سے جو ان کو خوشی ہوگی۔ اس کا اندازہ ہم لوگ دُنیا میں رہتے ہوئے لگا ہی نہیں سکتے۔ اللھم اجعلنا منھم

قیامت کے دن کی تکالیف کا ایک نمونہ

عَنِ الْمِقْدَادِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ تُدْنَى الشَّمْسُ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ مِنَ الْخَلْقِ حَتّٰى تَكُوْنَ مِنْهُمْ كَمِقْدَارِ مِیْلٍ فَیَكُوْنُ النَّاسُ عَلٰى قَدْرِ اَعْمَالِهِمْ فِی الْعَرَقِ فَمِنْهُمْ مَنْ یَّكُوْنُ اِلٰى كَعْبَیْهِ وَمِنْهُمْ مَنْ یَّكُوْنُ اِلٰى رُكْبَتَیْهِ وَمِنْهُمْ مَنْ یَّكُوْنُ اِلٰى حَقْوَیْهِ وَمِنْهُمْ مَنْ یُّلْجِمُهُمُ الْعَرَقُ اِلْجَامًا وَّاَشَارَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِیَدِهٖ اِلٰى فِیْهِ رواہ مسلم

ترجمہ۔ مقدادؓ سے روایت ہے۔ کہا۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا۔ آپؐ نے فرمایا۔ قیامت کے دن سُورج کو مخلوقات کے قریب لایا جائیگا۔ یہاں تک ان سے ایک میل کے فاصلہ پر ہو جائیگا۔ پھر لوگ پسینہ میں اپنے عملوں کے لحاظ سے ہونگے۔ بعض کو پسینہ ایڑیوں تک ہوگا۔ اور بعض کو گھٹنوں تک ہوگا۔ اور بعض کو کمر تک ہوگا۔ اور بعض کو پسینہ مُنہ میں لگام کی طرح آ جائیگا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے اپنے مُنہ (مبارک) کی طرف اشارہ کر کے دکھایا۔

قیامت کے دن فقط اللہ تعالیٰ کی بادشاہی ہوگی

(وَلَهُ الْمُلْكُ یَوْمَ یُنْفَخُ فِی الصُّوْرِ عٰلِمُ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ وَهُوَ الْحَكِیْمُ الْخَبِیْرُ)

سورہ الانعام رکوع ۹ پارہ ۷

ترجمہ۔ جس دن صور میں پھونکا جائیگا۔ تو (فقط) اسی کی بادشاہی ہوگی (وہ) چھپی اور ظاہر باتوں کا جاننے والا ہے۔ اور وہی حکمت والا اخبردار ہے

حاصل

یہ نکلا کہ قیامت کے دن سوائے اللہ تعالیٰ کے اور کسی کی بادشاہی نہیں ہوگی۔ جس طرح کہ دُنیا میں اُس نے عارضی بادشاہ بنائے ہوئے تھے۔ اس لئے تمام فیصلہ جات اسی کے اختیار میں ہونگے۔ اور وہ چونکہ ہر چیز کے متعلقہ حالات کا جاننے والا ہے۔ اس سے کسی انسان کی کوئی چیز پوشیدہ نہیں ہے اس بناء پر وہ ہر شخص کی نقل و حرکات جو اس نے دُنیا میں کی تھیں یا جو اعمال دُنیا میں کئے تھے۔ وہ سب کچھ جانتا ہے۔ اور وہ یہ بھی جانتا ہے۔ کہ ہر شخص کے اعمال میں کس قدر رضا الٰہی مطلوب تھی۔ اور کس قدر دوسری چیزیں پیش نظر تھیں مثلاً ریا وغیرہ۔ ہر شخص کے تعلق اپنے اس علم محیط کے باعث جو فیصلہ کرے گا (مثلاً سیدھا جنّت میں جائے گا۔ یا سیدھا دوزخ میں جائے گا یا دوزخ میں جانے کے بعد یہ شخص پھر بہشت میں آئے گا) لہٰذا اس کا ہر فیصلہ صحیح اور واقع پر مبنی ہوگا۔ اور اس کا ہر فیصلہ حکمت اور دانشمندی پر مبنی ہوگا۔ کیونکہ وہ ہر ایک معاملہ کے ظاہر اور باطن سے آگاہ ہے۔

قیامت کے دن قبروں سے نکل کر اپنی اپنی جماعتوں کے ساتھ مل کر میدان محشر میں آئیں گے

(یَوْمَئِذٍ یَّصْدُرُ النَّاسُ اَشْتَاتًا لِّیُرَوْا اَعْمَالَهُمْ)

سورہ الزلزال پارہ ۳۰

ترجمہ۔ اس دن لوگ مختلف حالتوں میں لوٹیں گے۔ تاکہ انہیں ان کے اعمال دکھائے جائیں۔

حاشیہ شیخ الاسلام

"یعنی اس روز آدمی اپنی قبروں سے میدان حشر میں طرح طرح کی جماعتیں بن کر حاضر ہوں گے۔ ایک گروہ شرابیوں کا ہوگا ایک زانیوں کا۔ ایک ظالموں کا۔ ایک چوروں کا وعلیٰ ہذا القیاس یا یہ مطلب ہے کہ لوگ حساب سے فارغ ہوکر جو لوٹیں گے تو کچھ جماعتیں جنّتی اور کچھ دوزخی ہوکر جنّت اور دوزخ کی طرف چلی جائیں گی۔

چند احادیث متعلقہ حشر (یعنی قیامت)

پہلی

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ یُحْشَرُ النَّاسُ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ حُفَاةً عُرَاةً غُرْلًا قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ الرِّجَالُ وَالنِّسَاءُ جَمِیْعًا یَنْظُرُ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ فَقَالَ یَا عَائِشَةُ الْاَمْرُ اَشَدُّ مِنْ اَنْ یَّنْظُرَ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ۔ متفق علیہ

ترجمہ۔ عائشہؓ سے روایت ہے۔ فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے۔ آپؐ نے فرمایا قیامت کے دن لوگ اکٹھے کئے جائیں گے۔ اپنے حال میں کہ پاؤں سے ننگے ہونگے اور بدن سے ننگے ہوں گے ختنہ شدہ نہیں ہونگے۔ میں نے (حضرت عائشہ نے) عرض کی۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مرد اور عورتیں سب (جب ننگے ہونگے) تو ان میں سے بعض بعض کی طرف دیکھیں گے۔ تب آپؐ نے فرمایا۔ اے عائشہ معاملہ اس سے زیادہ سخت ہے۔ کہ بعض آدمی بعض کی طرف دیکھ سکیں گے۔

یعنی

اس دن جلال الٰہی کی دہشت کا اتنا زور ہوگا کہ کوئی کسی دوسرے کی طرف نگاہ اُٹھا کر بھی دیکھ نہیں سکے گا۔

دوسری

عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَجُلًا قَالَ یَا نَبِیَّ اللّٰهِ كَیْفَ

يُحْشَرُ الْكَافِرُ عَلٰى وَجْهِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ قَالَ أَلَيْسَ الَّذِىْ أَمْشَاهُ عَلٰى رِجْلَيْنِ فِى الدُّنْيَا قَادِرٌ عَلٰى قَادِرٌ عَلٰى أَنْ يُّمْشِيَهٗ عَلٰى وَجْهِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ متفق علیہ

ترجمہ - انسؓ سے روایت ہے - بیشک ایک شخص نے عرض کی - اے اللہ کے نبیؐ - قیامت کے دن کافر کو کس طرح منہ کے بل میدانِ محشر میں لایا جائیگا آپؐ نے فرمایا - کیا وہ (اللہ) جس نے اس کو دُنیا میں دو پاؤں پر چلایا تھا - اس بات پر قادر نہیں ہے - کہ اُس کافر کو قیامت کے دن مُنہ کے بل چلائے -

حاصل

یہ نکلا کہ اللہ تعالےٰ قیامت کے دن کافروں کو یہ سزا دیگا کہ وہ مُنہ کے بل چلیں تاکہ میدانِ محشر میں سب لوگوں کے روبرو ذلیل ہوں - اور اصلی سزا دوزخ کی تو میدانِ محشر کے ختم ہونے کے بعد انہیں ملے گی -

قیامت کے دن زمین کا انسانوں کے اعمال پر گواہی دینا

عَنْ أَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَرَأَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذِهِ الْاٰيَةَ يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ أَخْبَارَهَا قَالَ أَتَدْرُوْنَ مَا أَخْبَارُهَا قَالُوا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ أَعْلَمُ قَالَ فَإِنَّ أَخْبَارَهَا أَنْ تَشْهَدَ عَلٰى كُلِّ عَبْدٍ وَّأَمَةٍ بِمَا عَمِلَ عَلٰى ظَهْرِهَا أَنْ تَقُوْلَ عَمِلَ عَلَىَّ كَذَا وَكَذَا يَوْمَ كَذَا وَكَذَا قَالَ فَهٰذِهٖ أَخْبَارُهَا رواہ احمد والترمذی

ترجمہ - ابی ہریرہؓ سے روایت ہے - کہا - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی (جس کا ترجمہ یہ ہے) قیامت کے دن زمین اپنی خبریں بیان کرے گی - آپؐ نے فرمایا - کیا تم جانتے ہو کہ زمین کی خبر دینے کا کیا مطلب ہے - انہوں نے عرض کی - اللہ اور اس کا رسولؐ خُوب جانتا ہے - آپؐ نے فرمایا - زمین کی خبر دینے کا مطلب یہ ہے کہ ہر مرد اور عورت پر گواہی دے گی - جو کچھ اُس نے اُس کی پیٹھ پر کیا ہوگا - یہ کہے گی - کہ اس نے فلاں فلاں کام مجھ پر بیٹھ کر فلاں فلاں دن کیا تھا - آپؐ نے فرمایا - پس یہی اس (زمین) کا خبر دینا ہے -

تنبیہ

ہر انسان کو ہر کام کرتے وقت یہ سوچ لینا چاہیئے - کہ میرا کام قیامت کے دن لوگوں کے سامنے آنے والا ہے لہٰذا ہر اُس کام سے پرہیز کرنی چاہیئے جس کے ظاہر ہونے سے انسان کو شرمندہ ہونا پڑے - اللّٰھم اجعلنا منھم

قیامت کے دن انسان کے اعضا اس پر شہادت دینگے

عَنْ أَنَسٍ قَالَ كُنَّا عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَضَحِكَ فَقَالَ هَلْ تَدْرُوْنَ مِمَّا أَضْحَكُ قَالَ قُلْنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ أَعْلَمُ قَالَ مِنْ مُّخَاطَبَةِ الْعَبْدِ رَبَّهٗ يَقُوْلُ يَا رَبِّ أَلَمْ تُجِرْنِىْ مِنَ الظُّلْمِ قَالَ يَقُوْلُ بَلٰى قَالَ فَيَقُوْلُ فَإِنِّىْ لَا أُجِيْزُ عَلٰى نَفْسِىْ إِلَّا شَاهِدًا مِّنِّىْ قَالَ فَيَقُوْلُ كَفٰى بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ شَهِيْدًا وَّبِالْكِرَامِ الْكَاتِبِيْنَ شُهُوْدًا قَالَ فَيُخْتَمُ عَلٰى فِيْهِ فَيُقَالُ لِأَرْكَانِهٖ انْطِقِىْ قَالَ فَتَنْطِقُ بِأَعْمَالِهٖ ثُمَّ يُخَلّٰى بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْكَلَامِ قَالَ فَيَقُوْلُ بُعْدًا لَّكُنَّ وَسُحْقًا فَعَنْكُنَّ أُنَاضِلُ

رواہ مسلم

ترجمہ - انسؓ سے روایت ہے - کہا ہم رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے حضور میں تھے - پھر آپ ہنسے پھر فرمایا - آیا تم جانتے ہو کہ میں کس چیز سے ہنستا ہوں - انسؓ نے کہا ہے - ہم نے عرض کی اللہ اور اُس کا رسول بہتر جانتا ہے آپؐ نے فرمایا - بندے کے اپنے رب سے خطاب کے باعث (ہنستا ہوں) بندہ کہیگا - اے میرے رب - کیا آپ نے مجھ کو ظلم سے پناہ نہیں دی - (جیسا کہ آپ نے فرمایا ہے - وَلَا يَظْلِمُ رَبُّكَ أَحَدًا تیرا رب کسی پر ظلم نہیں کرتا -) آپؐ نے فرمایا - اللہ فرمائے گا - ہاں آپؐ نے فرمایا - پھر بندہ کہیگا - میں اپنے نفس پر اپنے ہی میں سے گواہ چاہتا ہوں - آپ نے فرمایا - اللہ فرمائے گا آج تیرا نفس ہی تجھ پر گواہ کافی ہے - اور وہ فرشتے جو تیرا اعمالنامہ لکھتے تھے - آپ نے فرمایا پھر اُسکے مُنہ پر مہر لگا دی جائیگی اور اس کے جسم کے اعضاء کو کہا جائیگا بولو - آپ نے فرمایا - چنانچہ اس کے جسم کے اعضاء اس کے اعمال بیان کریں گے - پھر اس مہر کو جو مُنہ پر لگائی گئی تھی - توڑ دیا جائے گا - آپ نے فرمایا - پھر وہ بندہ اپنے اعضاء سے کہے گا - دُور ہو - بدبختو اور ہلاک ہو - میں تمہارے ہی لئے خدا سے لڑ جھگڑ رہا تھا -

دُنیا میں جس شخص کی حق تلفی ہوئی تھی اُس کو حق دلایا جائے گا

عَنْ عَائِشَةَ رضؓ قَالَتْ جَاءَ رَجُلٌ فَقَعَدَ بَيْنَ يَدَىْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّ لِىْ مَمْلُوْكِيْنَ يُكَذِّبُوْنَنِىْ وَيَخُوْنُوْنَنِىْ وَيَعْصُوْنَنِىْ وَأَشْتِمُهُمْ وَأَضْرِبُهُمْ فَكَيْفَ أَنَا مِنْهُمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيٰمَةِ يُحْسَبُ مَا خَانُوْكَ وَعَصَوْكَ وَكَذَّبُوْكَ وَعِقَابُكَ إِيَّاهُمْ فَإِنْ كَانَ عِقَابُكَ إِيَّاهُمْ بِقَدْرِ ذُنُوْبِهِمْ كَانَ كَفَافًا لَا لَكَ وَلَا عَلَيْكَ وَإِنْ كَانَ عِقَابُكَ إِيَّاهُمْ دُوْنَ ذُنُوْبِهِمْ كَانَ فَضْلًا لَّكَ وَإِنْ كَانَ عِقَابُكَ إِيَّاهُمْ فَوْقَ ذُنُوْبِهِمْ اُقْتُصَّ لَهُمْ مِنْكَ الْفَضْلُ فَتَنَحَّى الرَّجُلُ وَجَعَلَ يَهْتِفُ وَيَبْكِىْ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَا تَقْرَأُ قَوْلَ اللّٰهِ تَعَالٰى وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا وَإِنْ كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ أَتَيْنَا بِهَا وَكَفٰى بِنَا حَاسِبِيْنَ فَقَالَ الرَّجُلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا أَجِدُ لِىْ وَلِهٰؤُلَاءِ شَيْئًا خَيْرًا مِّنْ مُّفَارَقَتِهِمْ أُشْهِدُكَ أَنَّهُمْ كُلَّهُمْ أَحْرَارٌ

رواہ الترمذی -

ترجمہ - عائشہؓ سے روایت ہے - فرمایا ایک شخص آیا - پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بیٹھ گیا - پھر عرض کی بیشک میرے غلام ہیں وہ مجھ سے جھوٹ بولتے ہیں اور میری خیانت کرتے ہیں - اور میری نافرمانی کرتے ہیں - اور میں انہیں گالیاں دیتا ہوں - اور انہیں مارتا ہوں - پھر میرا ان ان کے ساتھ کیا معاملہ ہوگا - پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب قیامت کا دن ہوگا جو انہوں نے تیری خیانت کی ہے اور جو تیری نافرمانی کی ہے - اور جو تم سے جھوٹ بولا ہے اس کا حساب کیا جائے گا - اور تم نے جو ان کو سزا دی ہے - پس اگر ان کو تیری سزا ان کے گناہوں

کے برابر ہوگی تو معاملہ برابر ہو جائیگا۔ نہ تجھ پر کوئی گناہ اور نہ ان کے ذمہ کوئی چیز باقی - اور اگر ان کو تیری سزا ان کے گناہ سے کم تھی۔ تو باقی حق تمہیں مل جائیگا اور اگر تیری سزا ان کو ان کے گناہ سے زیادہ تھی تو تم سے ان کے لئے اس زائد سزا کا بدلہ لیا جائے گا۔ پھر وہ وہاں سے ہٹ گیا۔ (جہاں پہلے بیٹھا ہوا تھا) اور چیخنے اور رونے لگا۔ پھر اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کیا تم نے اللہ تعالےٰ کا یہ فرمان نہیں پڑھا۔ (جو آیت شریفہ سورہ انبیاء رکوع ۴ پارہ ۱۷ کی حدیث شریف میں ہے اس کا ترجمہ) اور قیامت کے دن ہم انصاف کی ترازو قائم کریں گے۔ پھر کسی پر کچھ بھی ظلم نہ کیا جائیگا اور رائی کے دانہ کے برابر بھی عمل ہوگا تو اسے بھی ہم لے آئینگے اور ہم ہی حساب لینے کے لئے کافی ہیں۔ پھر اس شخص نے کہا۔ یا رسول اللہ۔ میں اپنے اور ان کے لئے ان کو جُدا کر دینے سے بہتر اور کوئی چیز نہیں پاتا۔ میں آپ کو گواہ کرتا ہوں کہ بتحقیق وہ سب کے سب آزاد ہیں۔

اپنے پاس نوکر رکھنے والوں کے لئے

عبرت

عام طور پر نوکر رکھنے والے لوگ (مرد ہوں یا عورتیں) اپنے خدمتگزار نوکروں کو ذلیل سمجھتے ہیں۔ اور معمولی سی خطا پر انہیں ناراض ہوکر بُرا بھلا کہنے لگ جاتے ہیں۔ حتّٰی کہ بعض بد دماغ اور ناعاقبت اندیش لوگ نوکروں کو حرامزادہ اور حرامزادی کہنے سے بھی نہیں جھجکتے۔ انہیں سوچ لینا چاہیئے کہ در اصل اس لفظ کے استعمال کرنے سے نوکر کی ماں پر زنا کی تہمت لگا رہے ہیں۔ عمر میں جتنی مرتبہ اور جتنے یکے بعد دیگرے آنے والے نوکروں اور نوکرانیوں کے حق میں یہ لفظ استعمال کیا ہوگا۔ اللہ تعالےٰ پوچھیں گے۔ کیا تمہارے پاس چار عینی گواہ تھے۔ جنہوں نے اس کی ماں کو بدکاری کرتے دیکھا تھا۔ جب اس کی ماں بدکاری کر رہی تھی۔ جس سے تمہارا یہ نوکر پیدا ہُوا تھا۔ اگر اس قسم کا یقینی ثبوت نہیں تھا۔ تو تم نے اس کی ماں پر یہ تہمت کیوں لگائی۔ لہٰذا تمہاری سزا دُنیا حد قذف والی تھی۔ جو تمہیں دُنیا میں نہیں دیگئی

کسی عورت پر زنا کی تہمت لگانے اور پھر چار گواہ شاہد عینی پیش نہ کرنے کی سزا

(وَالَّذِیْنَ یَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ لَمْ یَاْتُوْا بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمٰنِیْنَ جَلْدَةً وَّلَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً اَبَدًا ج وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۙ) سورہ النور رکوع ۱ پارہ ۱۸

ترجمہ۔ اور جو لوگ پاکدامن عورتوں پر تہمت لگاتے ہیں[۳] تو اسّی دُرّے مارو۔ اور کبھی ان کی گواہی قبول نہ کرو۔ اور وُہی لوگ نافرمان ہیں

حاصل

یہ نکلا کہ کسی عورت پر زنا کی تہمت لگانے اور پھر چار گواہ ایسے جنہوں اس عورت کو بدکاری کرنے کی حالت میں اپنی آنکھوں سے دیکھا ہو۔ نہ لائیں۔ تو اس تہمت لگانے والے کو اسّی دُرّے لگائے جائیں۔

تواب

حرامزادہ یا حرامزادی کہنے والے مرد اور عورتیں سوچ لیں کہ قیامت کے دن ان نوکروں کے سبب سے ان کے ساتھ کیا سلوک ہوگا۔

اس مصیبت کا علاج

جن مردوں اور عورتوں کو نوکروں کے معمولی سے جرم پر سخت بُرا بھلا کہنے کی عادت ہے وہ آئندہ صدق دل سے بارگاہ الٰہی میں توبہ کریں کہ اے اللہ پچھلے گناہ معاف فرمادے۔ آئندہ ملازمین سے اتنی سختی نہیں کریں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ صدق دل سے توبہ کرنے سے گزشتہ گناہ معاف ہو جائیں گے۔ اور آئندہ اپنی اصلاح کرلیں۔ اور نوکروں سے شریفانہ سلوک کریں اور حرامزادہ کہنے سے بھی صدق دل سے توبہ کرلیں۔ اور آئندہ اس قسم کا لفظ مُنہ سے نہ نکالیں تو اللہ تعالےٰ گزشتہ گناہ معاف فرمادے گا۔

مظلوموں کی دادرسی

ان دل آزاری کرنے والوں کو توبہ کی برکت سے معافی مل گئی۔ البتہ ان مظلوم نوکروں کی دلجوئی قیامت کے دن اللہ تعالےٰ اس طرح فرمائے گا۔ بشرطیکہ ان میں ایمان کامل ہو اور سچے مسلمان ہوں۔ تو ان دل آزاریوں کا بدلہ انہیں عطا فرمائے گا جن کے بدلے کی نظیر دُنیا میں نہیں مل سکتی

قیامت کے دن انسان کے اعمال تولے جائیں گے

ثبوت

(فَاَمَّا مَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِیْنُهٗ ۙ فَهُوَ فِیْ عِیْشَةٍ رَّاضِیَةٍ ؕ وَاَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوَازِیْنُهٗ ۙ فَاُمُّهٗ هَاوِیَةٌ ؕ وَمَاۤ اَدْرٰىكَ مَا هِیَهْ ؕ نَارٌ حَامِیَةٌ ع)

سورہ القارعہ پارہ ۳۰

ترجمہ۔ تو جس کے اعمال (نیک) تول میں زیادہ ہونگے تو وہ خاطرخواہ عیش میں ہوگا۔ اور جس کے اعمال (نیک) تول میں کم ہوں گے تو اس کا ٹھکانا ہاویہ ہوگا۔ اور آپ کو کیا معلوم کہ وہ کیا چیز ہے۔ وہ دہکتی ہُوئی آگ ہے۔

حاصل

یہ ہے کہ قیامت کے دن اعمال بھی تُلیں گے۔ جس کی نیکیوں کا پلّہ بھاری ہوگا۔ وہ خاطرخواہ عیش میں ہوگا۔ یعنی بہشت کے داخلہ کا مستحق سمجھا جائے گا۔ اور جس کی نیکیوں کا پلہ ہلکا ہوگا۔ تو وہ دوزخ میں داخل کیا جائے گا۔

کس لحاظ سے اعمال بھاری یا ہلکے ہونگے

اعمال کا وزن اخلاص اور ایمان کے لحاظ سے ہوگا۔ جس شخص کے دل میں اپنے عمل میں فقط اللہ تعالےٰ کی رضا مطلوب اور مقصود ہو۔ وہ عمل وزنی ہوگا۔ خواہ چھوٹا سا ہو۔ مثلاً کسی مسکین کو محض اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے ایک روپیہ خیرات دے دیا۔ اس کے بالمقابل کسی شخص نے اپنے نام و نمود کے لئے ایک مسجد تعمیر کرائی ہے۔ جس پر ایک لاکھ روپیہ صرف ہُوا ہے۔ ایک روپیہ خرچ کرنے والے کو اللہ تعالےٰ جزاء خیر عطا فرمائے گا۔ اور یہ روپیہ قیامت کے دن نیکیوں کے پلّہ میں ڈالا جائے گا۔ اور جس نے مسجد پر ایک لاکھ روپیہ صرف کیا ہے۔ اللہ تعالےٰ کے ہاں اس کے ایک لاکھ کی کوئی قیمت نہیں ہے۔ بلکہ اللہ تعالےٰ اس سے ناراض ہوگا۔ اور اس ریاکاری کو شرک قرار دیکر اس شخص کو دوزخ میں داخل کیا جائے گا۔

کیونکہ ریا شرک ہے۔ اور مشرک کا ٹھکانا دوزخ ہوگا۔ اللّٰهم لا تجعلنا منهم

ریا کا شرک ہونا

عَنْ شَدَّادِ بْنِ اَوْسٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ صَلّٰى يُرَائِيْ فَقَدْ اَشْرَكَ وَمَنْ صَامَ يُرَائِيْ فَقَدْ اَشْرَكَ وَمَنْ تَصَدَّقَ يُرَائِيْ فَقَدْ اَشْرَكَ رواہ احمد۔

ترجمہ۔ شداد بن اوسؓ سے روایت ہے کہا۔ مَیں نے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے سُنا ہے۔ آپؐ نے فرمایا۔ جس شخص نے دکھلاوے کے لئے نماز پڑھی۔ پس تحقیق اس نے شرک کیا۔ اور جس شخص نے دکھلاوے کیلئے روزہ رکھا۔ پس تحقیق شرک کیا۔ اور جس شخص نے دکھلاوے کے لئے صدقہ کیا۔ پس تحقیق شرک کیا۔

دکھلاوے کا مطلب

یہ ہے کہ میرا یہ کام دیکھ کر لوگ مجھے اچھا کہیں گے۔ اور میرے اچھا ہونے کا خیال ان کے دل میں پیدا ہو جائے گا

حالانکہ ہونا یہ چاہیئے تھا

کہ مَیں تو اس نیکی کے کام کو محض اللہ تعالےٰ کو راضی کرنے کے لئے کر رہا ہوں۔ لوگ مجھے اچھا کہیں یا نہ کہیں یہ علیحدہ چیز ہے کہ لوگ اچھا کام کرنے والے کو اچھا ہی کہیں گے۔ مگر اچھا کہلانا کام کرنے والے کی نیت میں نہیں ہونا چاہیئے۔

ریا کار مجاہد۔ عالم۔ سخی کا دوزخ میں جانا

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَوَّلَ النَّاسِ يُقْضٰى عَلَيْهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ رَجُلٌ اُسْتُشْهِدَ فَاُتِيَ بِهٖ فَعَرَّفَهٗ نِعْمَتَهٗ فَعَرَفَهَا فَقَالَ فَمَا عَمِلْتَ فِيْهَا قَالَ قَاتَلْتُ فِيْكَ حَتّٰى اُسْتُشْهِدْتُّ قَالَ كَذَبْتَ وَلٰكِنَّكَ قَاتَلْتَ لِاَنْ يُّقَالَ جَرِيْءٌ فَقَدْ قِيْلَ ثُمَّ اُمِرَ بِهٖ فَسُحِبَ عَلٰى وَجْهِهٖ حَتّٰى اُلْقِيَ فِي النَّارِ وَرَجُلٌ تَعَلَّمَ الْعِلْمَ وَعَلَّمَهٗ وَقَرَاَ الْقُرْاٰنَ فَاُتِيَ بِهٖ فَعَرَّفَهٗ نِعَمَهٗ فَعَرَفَهَا قَالَ فَمَا عَمِلْتَ فِيْهَا قَالَ تَعَلَّمْتُ الْعِلْمَ وَعَلَّمْتُهٗ وَقَرَاْتُ فِيْكَ الْقُرْاٰنَ قَالَ كَذَبْتَ وَلٰكِنَّكَ تَعَلَّمْتَ الْعِلْمَ لِيُقَالَ اِنَّكَ عَالِمٌ وَقَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ لِيُقَالَ هُوَ قَارِئٌ فَقَدْ قِيْلَ ثُمَّ اُمِرَ بِهٖ فَسُحِبَ عَلٰى وَجْهِهٖ حَتّٰى اُلْقِيَ فِي النَّارِ وَرَجُلٌ وَسَّعَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاَعْطَاهُ مِنْ اَصْنَافِ الْمَالِ كُلِّهٖ فَاُتِيَ بِهٖ فَعَرَّفَهٗ نِعَمَهٗ فَعَرَفَهَا قَالَ فَمَا عَمِلْتَ فِيْهَا قَالَ مَا تَرَكْتُ مِنْ سَبِيْلٍ تُحِبُّ اَنْ يُّنْفَقَ فِيْهَا اِلَّا اَنْفَقْتُ فِيْهَا لَكَ قَالَ كَذَبْتَ وَلٰكِنَّكَ فَعَلْتَ لِيُقَالَ هُوَ جَوَادٌ فَقَدْ قِيْلَ ثُمَّ اُمِرَ بِهٖ فَسُحِبَ بِهٖ عَلٰى وَجْهِهٖ ثُمَّ اُلْقِيَ فِي النَّارِ رواہ مسلم۔

ترجمہ۔ ابی ہریرہؓ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بیشک سب سے پہلا جس کے متعلق قیامت کے دن فیصلہ کیا جائے گا۔ ایک شخص ہوگا جو (دُنیا میں) شہید کیا گیا تھا۔ اسے (دربارِ الٰہی میں) لایا جائیگا۔ پھر (اللہ تعالےٰ) اپنی نعمت کی اسے پہچان کرائے گا (کہ مَیں نے تم پر فلاں فلاں احسان کئے تھے) پھر وہ شخص ان کا اقرار کریگا (کہ واقعی آپ کے یہ احسانات مجھ پر تھے) پھر (اللہ تعالےٰ) فرمائے گا۔ پھر تم نے ان نعمتوں کے باعث کون سی نیکی کی۔ کہیگا۔ مَیں نے تیری راہ میں جنگ کی تھی۔ یہاں تک کہ مَیں شہید ہوگیا۔ (اللہ تعالےٰ) فرمائے گا۔ تم نے جھوٹ بولا ہے۔ بلکہ تم نے اس لئے جنگ کی تھی کہ تمہیں بہادر کہا جائے پس وہ تمہیں کہہ دیا گیا تھا۔ پھر اس کے متعلق حکم کیا جائے گا۔ پھر اسے مُنہ کے بل گھسیٹا جائے گا۔ یہانتک کہ دوزخ میں داخل کر دیا جائے گا۔ اور ایک شخص نے علم (دین) ہی پڑھا تھا۔ اور لوگوں کو پڑھایا تھا اور قرآن پڑھا تھا۔ پھر اسے (دربارِ الٰہی میں) لایا جائے گا۔ پھر (اللہ تعالےٰ اسے) اپنی نعمتوں کی پہچان کرائے گا۔

پھر وہ شخص ان نعمتوں کا اقرار کریگا۔ (اللہ تعالےٰ) فرمائے گا۔ پھر تم نے ان نعمتوں کے متعلق کیا کیا (یعنی ان کا کیا حق ادا کیا) وہ کہے گا۔ مَیں نے علم (دین ہی) پڑھا تھا اور وہی پڑھایا تھا۔ اور مَیں نے تیرے لئے قرآن پڑھا تھا۔ (اللہ تعالےٰ) فرمائیگا۔ تم جھوٹ کہہ رہے ہو۔ بلکہ تم نے علم اس لئے پڑھا تھا تاکہ تمہیں عالم کہا جائے اور قرآن اس لئے پڑھا تھا کہ تمہیں قاری کہا جائے۔ سو وہ کہہ دیا گیا پھر اس کے متعلق حکم دیا جائیگا۔ پھر اسے مُنہ کے بل گھسیٹا جائیگا۔ یہاں تک کہ دوزخ میں ڈال دیا جائیگا اور ایک ایسا آدمی جس پر اللہ نے کشائش کی تھی۔ اور اسے ہر قسم کا مال دیا تھا۔ پھر اُسے (دربارِ الٰہی میں) لایا جائے گا۔ پھر (اللہ تعالےٰ اسے) اپنی نعمتوں کی پہچان کرائے گا۔ پھر وہ ان سب نعمتوں کا اقرار کرے گا۔ (اللہ تعالیٰ) فرمائیگا پھر تم نے ان نعمتوں کے متعلق کیا کیا تھا۔ عرض کریگا۔ مَیں نے کوئی ایسی جگہ نہیں چھوڑی تھی جس میں تو خرچ کرنا پسند کرتا تھا۔ مگر مَیں نے اس میں تیرے لئے خرچ کیا تھا۔ (اللہ تعالیٰ) فرمائے گا۔ تم نے جھوٹ بولا۔ بلکہ تم نے اس لئے (خرچ) کیا تھا۔ کہ تمہیں یہ کہا جائے کہ یہ شخص سخی ہے۔ پس وہ کہا گیا۔ پھر اس کے متعلق حکم دیا جائے گا۔ پھر اسے مُنہ کے بل گھسیٹا جائیگا پھر دوزخ میں ڈال دیا جائے گا۔

مذکورۃ الصدر حدیث شریف میں بہت بڑی عبرت ہے

برادرانِ اسلام۔ اللہ تعالیٰ کی راہ میں میدانِ جنگ میں جان دینے۔ یا رضاء الٰہی حاصل کرنے کے لئے کتاب و سُنت کی اشاعت کرنے یا اللہ کی راہ میں مال خرچ کرنے سے بڑھ کر اللہ تعالےٰ کا قرب حاصل کرنے کے لئے اور کونسا بہتر ذریعہ ہو سکتا ہے۔ مگر اس حدیث شریف نے ایک بہت بڑی راہ نمائی کر دی ہے۔ کہ اگر ان کاموں کے کرنے میں فقط رضاء الٰہی مطلوب ہے تو پھر ان کاموں کی قیمت میں ساری دُنیا کے خزانے اور دفینے بھی مل جائیں۔ تو بھی قیمت ادا نہیں ہو سکتی اس کی جزا فقط بہشت کا داخلہ ہی ہو سکتا ہے۔ اور اگر رضاء الٰہی مطلوب نہیں ہے۔ تو اُلٹا یہی کام دوزخ میں جانے کے باعث بنیں گے۔ اللّٰهم اهدنا الصراط المستقيم۔ صراط الذين انعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين۔ **آمین**

نوٹ: خط وکتابت کرتے وقت خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔ (مینیجر)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مجلس ذکر منعقدہ جمعرات یکم جمادی الاولیٰ ۱۳۷۸ھ مطابق ۱۳ نومبر ۱۹۵۸ء

آج ذکر کے بعد مخدومنا ومرشدنا حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی

(نے مندرجہ ذیل تقریر فرمائی)

اللہ تعالےٰ کو راضی کرنے کے لئے ظاہر اور باطن دونوں اُس کی مرضی کے مطابق بنانے کی ضرورت ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى

امّا بعد - عرض یہ ہے کہ انسان کا ایک ظاہر ہے اور ایک باطن ہے ظاہر سے متعلقہ حالات اور ہیں۔ اور باطن سے متعلقہ حالات اور ہیں۔ اللہ تعالےٰ کے ہاں مقبول وہ شخص ہے جس کا ظاہر بھی اُس کی مرضی کے مطابق ہو۔ اور باطن بھی اس کی مرضی کے مطابق ہو۔ ظاہر اور باطن دونوں کو دُرست کرنے کے لئے قرآن مجید ہدایات دیتا ہے۔ احادیث قرآن مجید کی شرح ہیں۔ باطن درست ہو لیکن ظاہر خراب ہو تو بھی انسان اللہ تعالےٰ کے ہاں مقبول نہیں ہوتا اسی طرح اگر ظاہر درست ہو لیکن باطن خراب ہو تو بھی انسان کی بارگاہ الٰہی میں کوئی قدر و قیمت نہیں۔

ظاہر کی اصلاح کے لئے قرآن مجید جو ہدایات دیتا ہے ان میں سے چند بطور نمونہ ملاحظہ ہوں۔ معاملات درست کرنے کے لئے فرماتے ہیں۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ الآیۃ (سورۃ النساء رکوع ۵ پ ۵)

ترجمہ - (اے ایمان والو! آپس میں ایک دوسرے کے مال ناحق نہ کھاؤ)

اخلاق کی اصلاح کے لئے مردوں کو حکم دیتے ہیں۔

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ

ترجمہ - ایمان والوں سے کہہ دو کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھا کریں اور اپنی شرمگاہوں کو بھی محفوظ رکھیں۔

آگے عورتوں کو بھی یہی حکم دیتے ہیں۔

وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ الآیۃ

ترجمہ! اور ایمان والیوں سے کہہ دو کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی عصمت کی حفاظت کریں۔

ماں باپ کا ادب کرنے کے متعلق فرماتے ہیں

فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا الآیۃ سورۂ بنی اسرائیل رکوع نمبر ۳ پ ۱۵

(ترجمہ) پس انہیں اُف بھی نہ کہو اور نہ انہیں جھڑکو)

والدین اگر غلطی کریں۔ تو فرماتے ہیں کہ ان کو اُف بھی نہ کہو۔ یہ بھی ان کی بے ادبی ہوگی۔ یہ ظاہر کی اصلاح ہے۔

اللہ تعالےٰ عالم الغیب والشہادۃ ہیں۔ اس لئے وہ دھوکہ نہیں کھاتے فقط ظاہر یا باطن کی اصلاح پر کسی کو اپنا مقبول بندہ بنالیں۔ جس شخص کی دونوں حالتیں واقعی درست ہوں۔ وہ اس کو اپنے مقبول بندوں میں شمار کرتا ہے۔ انسان چونکہ عالم الغیب والشہادہ نہیں ہے اس لئے یہ دھوکہ کھا جاتا ہے۔

مثلاً! آپ نے ایک گھوڑا خریدا جو بظاہر تو بڑا اچھا ہے۔ لیکن نہ سواری کے کام کا ہے۔ اور نہ ٹانگہ میں کام دیتا ہے۔ تو وہ گھوڑا بالکل بے کار ہے۔ آپ دھوکہ کھا گئے اسی طرح بعض بھینسیں دیکھنے میں بڑی خوبصورت ہوتی ہیں لیکن دودھ بہت کم دیتی ہیں۔ ایسی بھینسیں مالک کے کس کام کی ہیں۔

باطن تب درست سمجھا جائے گا کہ دل میں کفر نہ ہو، شرک نہ ہو اور بدعت نہ ہو۔ بدعت کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

عَنْ غُضَيْفِ بْنِ الْحَارِثِ الثُّمَالِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَآ اَحْدَثَ قَوْمٌ بِدْعَةً اِلَّا رُفِعَ مِثْلُهَا مِنَ السُّنَّةِ فَتَمَسُّكٌ بِسُنَّةٍ خَيْرٌ مِّنْ اِحْدَاثِ بِدْعَةٍ (رواہ احمد)

(ترجمہ) غضیف رضی اللہ عنہ بن الحارث الثمالی سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کسی قوم نے کوئی بدعت ایجاد نہیں کی۔ مگر اس سے اتنی ہی سنت اٹھالی جاتی ہے۔ پس سنت کی پیروی بدعت کے ایجاد کرنے سے بہتر ہے)

قوت ایک ہی ہے وہ یا اتباع سُنّت میں خرچ ہوگی یا بدعت میں جو لوگ ترویج بدعات کے شائق ہوتے ہیں ان سے بعض سنتیں یقیناً متروک ہو جاتی ہیں۔

جس طرح ظاہری امراض ہیں اسی طرح باطنی امراض بھی ہیں۔ ظاہری امراض میں سے کوئی مرض بھی اتنا مہلک نہیں جو مریض کو جہنم رسید کر دے۔ دق اور سل خطرناک امراض ہیں۔ اللہ تعالےٰ ہر مسلمان کو ان سے محفوظ رکھے۔ آمین یا الٰہ العالمین

اگر مریض کا ایمان درست تھا اور حسب استعداد ارکان خمسہ کی بھی پابندی کرتا رہا۔ نماز کھڑے ہو کر نہیں پڑھ سکتا تھا تو بیٹھ کر ہی پڑھتا رہا۔ بیٹھ کر بھی نہیں پڑھ سکتا تھا تو لیٹ کر ہی پڑھتا رہا۔ مرنے کے بعد انشاء اللہ قبر جنت کا

بانع بن جائے گی

اللہ تعالٰے کا قانون ظاہر اور باطن دونوں حالتوں پر حاوی ہے یہ ظاہر کی بھی اصلاح کرتا ہے اور باطن کی بھی۔

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ ابْنَيْ آدَمَ بِالْحَقِّ إِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا فَتُقُبِّلَ مِنْ أَحَدِهِمَا وَلَمْ يُتَقَبَّلْ مِنَ الْآخَرِ قَالَ لَأَقْتُلَنَّكَ ط قَالَ إِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللَّهُ مِنَ الْمُتَّقِينَ ○ لَئِنْ بَسَطْتَ إِلَيَّ يَدَكَ لِتَقْتُلَنِي مَا أَنَا بِبَاسِطٍ يَدِيَ إِلَيْكَ لِأَقْتُلَكَ ج إِنِّي أَخَافُ اللَّهَ رَبَّ الْعَالَمِينَ ○ إِنِّي أُرِيدُ أَنْ تَبُوءَ بِإِثْمِي وَإِثْمِكَ فَتَكُونَ مِنْ أَصْحَابِ النَّارِ ج وَذَٰلِكَ جَزَاءُ الظَّالِمِينَ ○ (سورۃ المائدہ رکوع ۵ پ ۶)

ترجمہ! اصل کتاب کو آدمؑ کے دو بیٹوں کا قصہ صحیح طور پر پڑھ کر سنا دے۔ جب ان دونوں نے قربانی کی۔ ان میں سے ایک کی قربانی قبول ہوگئی اور دوسرے کی نہ ہوئی۔ اس نے کہا میں تجھے مار ڈالوں گا۔ اس نے جواب دیا اللہ پرہیزگاروں سے ہی قبول کرتا ہے۔ اگر تو مجھے قتل کرنے کے لئے ہاتھ اٹھائے گا تو میں تجھے قتل کرنے کے لئے ہاتھ نہ اٹھاؤں گا۔ میں اللہ رب العالمین سے ڈرتا ہوں۔ میں چاہتا ہوں کہ میرا اور اپنا گناہ تو ہی سمیٹ لے اور دوزخی بن جائے ظالموں کی یہی سزا ہے) ان آیات میں

آدم علیہ السلام کے دو بیٹوں کا قصہ بیان فرمایا گیا ہے۔ ان میں سے ایک کا نام قابیل تھا اور دوسرے کا ہابیل۔ دونوں نے قربانی کی۔ ہابیل کی قربانی قبول ہوگئی اور قابیل کی قبول نہ ہوئی۔ جب اس کی قربانی قبول نہ ہوئی تو وہ ہابیل سے کہتا ہے۔ لَأَقْتُلَنَّكَ (البتہ میں تجھے ضرور مار ڈالوں گا)

ہابیل کہتا ہے بھائی جان آپ کا ہی قصور ہوگا جبھی تو آپ کی قربانی قبول نہیں ہوئی۔

إِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللَّهُ مِنَ الْمُتَّقِينَ ○

(اللہ پرہیزگاروں سے ہی قبول کرتا ہے)

ترجمہ۔ قابیل حسد کا مریض تھا۔ وہ حسد کی وجہ سے اپنے بھائی کو قتل کر دیتا ہے۔ حسد مہلک روحانی بیماری ہے۔

اس کے متعلق حضور انورؐ فرماتے ہیں۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَؓ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِيَّاكُمْ وَالْحَسَدَ فَإِنَّ الْحَسَدَ يَأْكُلُ الْحَسَنَاتِ كَمَا تَأْكُلُ النَّارُ الْحَطَبَ (رواہ ابوداؤد)

ترجمہ! حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے۔ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا حسد سے اپنے آپ کو بچاؤ اس لئے کہ حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جس طرح آگ لکڑی کو کھا جاتی ہے

حسد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی کو کوئی نعمت عطا فرمائے اور دوسرا اس کو برداشت نہ کرے۔ گویا کہ حاسد اللہ تعالٰے پر اعتراض کرتا ہے کہ اے اللہ! تو نے یہ نعمت اس کو کیوں دی۔ مجھے کیوں نہ دی حسد مہلک روحانی بیماری ہے۔ جو انسان کی تمام نیکیوں کو کھا جاتی ہے حاسد اللہ تعالٰے کو ناراض کر بیٹھتا ہے۔ جس سے اللہ تعالٰے ناراض ہو جائیں۔ اس کا پھر ٹھکانہ کہاں ہو سکتا ہے۔ فرعون میں کبر ہے۔ وہ بے ایمان موسٰےؑ کے متعلق کہتا ہے

وَنَادَىٰ فِرْعَوْنُ فِي قَوْمِهِ قَالَ يَا قَوْمِ أَلَيْسَ لِي مُلْكُ مِصْرَ وَهَٰذِهِ الْأَنْهَارُ تَجْرِي مِنْ تَحْتِي ۖ أَفَلَا تُبْصِرُونَ ○ أَمْ أَنَا خَيْرٌ مِنْ هَٰذَا الَّذِي هُوَ مَهِينٌ ۙ وَلَا يَكَادُ يُبِينُ ○ فَلَوْلَا أُلْقِيَ عَلَيْهِ أَسْوِرَةٌ مِنْ ذَهَبٍ الآیہ (سورہ الزخرف رکوع ۵ پ ۲۵)

ترجمہ! اور فرعون نے اپنی قوم میں منادی کر کے کہہ دیا اے میری قوم کیا میرے لئے مصر کی بادشاہت نہیں اور کیا یہ نہریں میرے (محل کے) نیچے سے نہیں بہہ رہی ہیں پھر تم کیا نہیں دیکھتے۔ کیا میں اس سے بہتر نہیں ہوں۔ جو ذلیل ہے اور صاف بات بھی نہیں کر سکتا۔ پھر اس کے لئے سونے کے کنگن کیوں نہیں اتارے گئے)

موسٰے علیہ السلام اولو العزم نبی ہیں۔ ان کو اللہ تعالٰے نے اپنے اور اپنے بندوں کے درمیان واسطہ بنایا تھا۔ فرعون کو بادشاہت اور دولت کا غرور ہے ؎

نقل کفر کفر نباشد

وہ موسٰے علیہ السلام کو ذلیل سمجھتا ہے۔ قرب الی اللہ میں انبیاء علیہم السلام کو جو درجہ حاصل ہے وہ تو بجائے خود رہا۔ اگر سمجھ ہو تو پھر مقربین الٰہی کے منکھ درسکھ جو درجے ہیں ان میں سب سے ادنٰے درجہ میں بھی اللہ تعالے پہنچا دے۔ تو یہ بھی اس کا بڑا فضل ہے۔ وہ بے ایمان ایک اولو العزم نبی کی توہین کرتا ہے۔ حالانکہ اللہ تعالٰے کی بارگاہ میں وہ اتنے مقبول ہیں کہ ان کی برکت سے چھ سات لاکھ انسانوں کو بھی اللہ تعالٰے نے غرق ہونے سے بچا لیا۔ فرعون اپنے آپ کو بڑا سمجھتا تھا۔ پھر گت بنی نا؟ وہ اتنا مردود ہے۔ کہ خود بھی بحیرۂ قلزم میں غرق ہوا اور اپنے ساتھ اپنے لشکر کو بھی لے ڈوبا۔ اس کو قرب کی علامتوں کا علم نہیں تھا۔

کبر کے متعلق حضورؐ کا ارشاد ہے

عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ أَحَدٌ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ حَبَّةٍ مِنْ خَرْدَلٍ مِنْ كِبْرٍ فَقَالَ رَجُلٌ إِنَّ الرَّجُلَ يُحِبُّ أَنْ يَكُونَ ثَوْبُهُ حَسَنًا وَنَعْلُهُ حَسَنًا قَالَ إِنَّ اللَّهَ تَعَالَىٰ جَمِيلٌ يُحِبُّ الْجَمَالَ الْكِبْرُ بَطَرُ الْحَقِّ وَغَمْطُ النَّاسِ (رواہ مسلم)

ترجمہ! حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کے دل میں ذرہ برابر بھی تکبر ہوگا وہ جنت میں نہ جائے گا۔ ایک شخص نے عرض کیا۔ ہر شخص اس بات کو پسند کرتا ہے کہ اس کا لباس اچھا ہو اور اس کا جوتا اچھا ہو (کیا یہ تکبر میں داخل ہے) آپؐ نے فرمایا خداوند تعالٰے جمیل (خوبصورت اور اچھا) ہے اور جمال (حسن و آراستگی) کو پسند کرتا ہے اور تکبر کہتے ہیں حق کو باطل کرنا اور لوگوں کو ذلیل و حقیر سمجھنا ہے)

قارون عجب کا مریض تھا۔ عجب

کے معنی ہیں خود پسندی - کسی کام میں کامیابی کو اللہ تعالےٰ کے فضل کی بجائے اپنی محنت کا نتیجہ سمجھنا یہ عجب ہے - مثلاً لائل پور کے کسی بڑے زمیندار کے لڑکے پر قتل کا مقدمہ بن گیا اور اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے اس کو بری کر دیا - وہ جب کبھی اس کا ذکر کرے گا - تو یہی کہے گا کہ میں نے روپیہ پانی کی طرح بہا دیا تھا - قابل ترین بیرسٹر مقدمہ کی پیروی کے لئے معین کیا تھا - مقدمہ کے دنوں میں دن لاہور میں اور رات لائل پور میں بسر کرتا تھا - "میں" ہی "میں" آتی ہے اللہ تعالےٰ کا نام کہیں نہیں آتا - کہ اللہ تعالےٰ کے فضل سے بچہ بری ہو گیا - یہ عجب ہے - اگر تربیت یافتہ ہوتا تو کہتا ——— کہ لڑکے پر مقدمہ تو بڑا سنگین بن گیا تھا - لیکن اللہ تعالےٰ نے محض اپنے فضل سے اسے بری کر دیا -

اللہ تعالےٰ کے ہاں وہ شخص سوہنا ہے جس کا دل سوہنا ہے حضورؐ چونکہ اللہ تعالےٰ کے محرم راز ہیں - اس لئے اس کے متعلق فرماتے ہیں -

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَنْظُرُ اِلٰی صُوَرِکُمْ وَاَمْوَالِکُمْ وَلٰکِنْ یَّنْظُرُ اِلٰی قُلُوْبِکُمْ وَاَعْمَالِکُمْ (رواہ مسلم)

ترجمہ! حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے - کہا - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - اللہ تعالےٰ تمہاری صورتوں اور تمہارے مالوں کو نہیں دیکھتا بلکہ وہ تمہارے دلوں اور اعمال کو دیکھتا ہے

اللہ تعالےٰ کی نظر پہلے دل پر پڑتی ہے - اگر دل میں اخلاص ہو ——— تو اس کے مطابق عمل کی قیمت دیتے ہیں - اگر دل میں ریاء ہو تو اللہ تعالےٰ کے ہاں اس عمل کی کوئی قیمت نہیں - ریاء بھی ایک مہلک روحانی بیماری ہے - اس کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں -

عَنْ مَحْمُوْدِ بْنِ لَبِیْدٍؓ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اَخْوَفَ مَا اَخَافُ عَلَیْکُمُ الشِّرْکُ الْاَصْغَرُ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا الشِّرْکُ الْاَصْغَرُ قَالَ الرِّیَاءُ (رواہ احمد)

ترجمہ! محمود بن لبیدؓ سے روایت ہے - کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا - کہ مجھے اس بات کا خوف ہے کہ تم شرک اصغر نہ کرنے لگ جاؤ - صحابہؓ نے عرض کیا - کہ یا رسول اللہ شرک اصغر کیا چیز ہے حضورؐ نے فرمایا ریاء

اللہ تعالےٰ ظاہر اور باطن دونوں کو جانتا ہے اس لئے وہ دھوکہ نہیں کھاتا - دونوں درست ہوں تو انسان اس کے ہاں مقبول ہوتا ہے

اللہ تعالےٰ مجھے اور آپ کو اپنے ظاہر اور باطن دونوں کی اصلاح کرنے کی توفیق عطا فرمائے - آمین یا الہ العلمین

میں ہمیشہ عرض کیا کرتا ہوں کہ ظاہر اور باطن کی اصلاح صحبت سے حاصل ہوتی ہے - انگریزی دان تو کسی گنتی میں نہیں، علمائے کرام کی بھی باطن کی اصلاح نہیں ہوتی، جب تک اللہ والوں کی صحبت نصیب نہ ہو - اگر علمائے کرام میں حسد نہ ہوتا تو ان میں آپس میں لڑائیاں نہ ہوتیں -

ہر چیز کوشش سے ملتی ہے باطن کی اصلاح کے لئے بھی کوشش کی ضرورت ہے - بچہ کو راضی کرنا مشکل ہے - اللہ تعالےٰ کو راضی کرنا بڑا ہی آسان ہے - اگر ایک شخص زمین اور آسمان گناہوں کے بھر کر لائے - ایک دفعہ صدق دل سے اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَیْهِ کہنے سے اللہ تعالےٰ سارے گناہ بخش دیتے ہیں -

حضورؐ فرماتے ہیں -

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ كَمَنْ لَّا ذَنْبَ لَهٗ (رواہ ابن ماجہ)

ترجمہ! عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے - کہا - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گناہ سے توبہ کرنے والا اس شخص کی مانند ہے جس کے ذمہ کوئی گناہ نہیں -)

اس کلام کا زور عربی دان ہی سمجھ سکتے ہیں - انگریزی دان نہیں سمجھ سکتے - اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ توبہ کرنے سے تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں

جب اللہ تعالےٰ کو راضی کرنا اتنا آسان ہے تو بڑا ہی بدبخت ہے - وہ انسان جو اللہ تعالےٰ کو راضی کر کے دنیا سے نہ جائے اللہ تعالےٰ مجھے اور آپ کو اس کو راضی کر کے دنیا سے جانے کی توفیق عطا فرمائے - آمین یا الہ العلمین

بقیہ: (صابر و شاکر لوگ صفحہ ۱ سے آگے)

جس میں ستر ہزار کمرے ہونگے - اور ہر کمرے میں ستر ہزار دروازے ہونگے - اور ہر دروازے سے ستر ہزار فرشتے سلام کرنے کے لئے آئیں گے -

(ابراہیم رکوع ۱) وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا تا ... صَبَّارٍ شَكُوْرٍ -

اور ہم نے موسےٰؑ کو اپنی نشانیاں دے کر بھیجا کہ اپنی قوم کو اندھیروں سے روشنی کی طرف نکال کر لاؤ - اور ان کو اللہ تعالےٰ کے معاملات یاد دلاؤ - (کہ جن پر انعام ہوا تو کیسا کیسا ہوا اور عذاب ہوا تو کیسا سخت ہوا - بیشک ان معاملات میں عبرتیں ہیں ہر صبر کرنے والے کے لئے اور ہر شکر کرنے والے کے لئے (کہ اللہ کی نعمتوں پر شکر کرے - اور مصیبتوں پر صبر کرے کہ صبر و شکر دونوں اس کے ہاں مطلوب اور مرغوب ہیں)

جنّت اور جہنّم

(از قلم جناب ایم - اے خیال کاشر شاہجہان روڈ لاہور)

آج کی فرصت کے لمحات میں مجھے آپ کو عنوانِ بالا سے تعارف کرانا ہے - کہ جنّت اور جہنّم سے آخر مراد کیا ہے ؟ اور یہ کونسی دو چیزوں کے نام ہیں -

اللہ تعالےٰ نے دُنیا میں انسان کے لئے دو راہیں تجویز کی ہیں - پہلی راہ وہ راہ ہے جس پر چل کر انسان منزلِ مقصود پر پہنچ جاتا ہے - یہی راہ سیدھی ہے - دوسری راہ ایسی راہ ہے کہ جس پر انسان چل کر نہ فقط منزلِ مقصود تک ہی نہیں پہنچ پاتا بلکہ جب وہ اس صراط مستقیم سے الگ اپنا ایک راستہ بناتا ہے - تو یہ اس کا خود ساختہ بنایا ہُوا راستہ اسے طرح طرح کے توہمات کا شکار بنا دیتا ہے - سکون اس کے دل کے گوشے سے چھین لیا جاتا ہے - وہ ایسی بھول بھلیّوں میں اُلجھ جاتا ہے کہ پھر اللہ ہی نکالے تو ان بھول بھلیوں سے نکل سکتا ہے ورنہ اس نے اپنی تباہی و بربادی کے لئے کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا - دوسری راہ ایسی تاریک اور اندھیری راہ ہے کہ یہاں ہاتھ کو ہاتھ تک سجھائی نہیں دیتا - راستے میں جگہ جگہ گڑھے ہیں - اور اس گمراہ کن راہ پر چلنے والے کے لئے ایک قدم تک بھی اُٹھانا دشوار ہو رہا ہے - لیکن وہ نہیں جانتا کہ اگر اس نے ایک لمحہ کے لئے بھی بے اعتدالی سے کام لیا تو ہمیشہ کے لئے اس کی زندگی کا چراغِ راہ بجھ کر رہ جائیگا - اسی تاریک راہ سے اللہ تعالےٰ نے انسان کو بچنے کے لئے اپنے کلام پاک میں تنبیہ کرنے والی آیات کا انبار لگا دیا ہے - فَاعْتَبِرُوْا یٰٓاُولِی الْاَبْصَار ...

آنکھوں والو عبرت حاصل کرو -

اوّل الذکر راہ میں گو بہت سے کانٹے اور خار دار جھاڑیاں حائل ہیں - لیکن جو لوگ عزم صمیم کے ساتھ رضائے حق کے طالب ہو کر اس راہ پر گامزن ہوتے ہیں - اللہ تعالےٰ خود ہی ان کی راہ سے یہ خار دار جھاڑیاں اور کانٹے ہٹا دیتے ہیں - ان کے پائے ثبات میں یہ خار دار جھاڑیاں اور خطرناک کانٹے کسی قسم کی رکاوٹ کا پیش خیمہ ثابت نہیں ہوتے بلکہ وہ ایسی راہوں پر اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم کے ساتھ بڑے جُرأت مندانہ انداز کے ساتھ راستہ طے کرتے ہوئے محض اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرتے ہوئے صحیح نشانِ منزل کو پا لیتے ہیں - اللہ تعالےٰ بھی ان کی ہر قدم پر مدد فرماتے ہیں - اور ان کی پوری پوری خبرگیری کرتے ہیں - اور آخر کریں بھی کیوں نہ ؟ جب ایسے لوگوں نے دُنیا کی تمام لازوال فانی نعم اور غیر یقینی خداؤں کے دامنوں کو چھوڑ کر اللہ تعالےٰ ہی کے دامنِ رحمت سے چمٹے رہے - اور اسی کی رسّی کو اپنے لئے ذریعہ نجات سمجھا - اللہ تعالےٰ کی رحمت تو بندے پر کرم و فضل کے لئے فقط بہانہ ڈھونڈتی ہے - پھر ان بندگانِ خدا کے لئے جنھوں نے اللہ کی راہ میں اپنی جان ، مال اور اولاد تک قربان کرنے سے دریغ نہ کیا - ان پر اللہ تعالےٰ کی نعمتوں کا کیا شمار ؟ سچ ہے جو اللہ کا ہو گیا اللہ بھی اسی کا ہو گیا -

موخرالذکر راہ شیطان کی انتہائی پسندیدہ راہ ہے - اس کی آخری کوشش یہ ہوتی ہے کہ وہ ہر بنی نوع جن و انس کو اس پر چلائے - اس نے اس راہ پر لوگوں کو چلانے کے لئے بہت سے سبز باغ دکھائے ہیں - اور وہ لوگوں کو سبز باغ دکھانے میں اکثر کامیاب رہتا ہے - وہ اس راہ کی خوبیوں کو بڑے احسن پیرایہ میں لوگوں کے دل و دماغ میں ڈالتا ہے - اللہ تعالےٰ نے انسان کی بھلائی کی خاطر اس راہ کے ہولناک انجام سے اپنے بندوں کو اتنا ہی خبردار کیا ہے جتنا کہ پہلی راہ سے بلکہ اس سے بھی زیادہ - جس جن و انس نے خدا اور اس کے رسول کا دامن چھوڑ کر شیطان اور نفس کا دامن پکڑا یقیناً وہ گمراہی کے راستے میں جا پڑا - اس لئے کہ شیطان کے بارے میں اللہ جل شانہٗ کا ارشاد ہے کہ شیطان مسلمانوں کا خصوصاً اور دوسرے انسانوں کے لئے عموماً ایک کُھلا ہوا اور علانیہ دشمن ہے جس کی دشمنی کوئی ڈھکی چھپی نہیں بلکہ صاف عیاں ہے - یہ راندہ درگاہ ابلیس جو کبھی خداوند قدوس کا مقرب خاص تھا جب تکبّر کیا تو سارے مراتب اس سے چھین لئے گئے - اور اب اس کی حیثیت ایک مجرم بے بس سے زیادہ نہ تھی - اس نے انسان کے اندر بھی اپنی بُری عادات داخل کرنا چاہیں - اور یہ داخل کرنے میں بدرجہ اتم کامیاب رہا - مثلاً تکبر و کبریائی فقط اللہ تعالیٰ کے لئے مخصوص ہے غیر اللہ کے لئے یہ زیبا نہیں کہ کبر جیسی خدائی شان کو اپنا لے - شیطان جان گیا تھا کہ اس کا جو بُرا حشر ہُوا ہے وہ فقط حضرتِ انسان کے جد امجد حضرت آدم علیہ السلام کی بدولت ہُوا - تو حسد کی آگ ، آگ کے بھڑکتے ہوئے شعلوں کی مانند بھڑکنے لگی - اور اس نے مخلوقِ خدا کو ہر اچھائی سے دُور رکھنے کا بیڑا اُٹھایا - یہ خود تو جہنمی تھا ہی اپنے ساتھ کروڑوں انسانوں کو جہنمی بنا کر لے جائے گا - شاید اسے جہنم میں اکیلے جاتے شرم محسوس ہوتی تھی - اس نے جہنمی راہوں کو لوگوں کے سامنے جنتی راہوں کی حیثیت سے اس ڈھنگ سے پیش کیا کہ اس کے حسن انتخاب کی داد دیئے بغیر قلم آگے نہیں چلتی اس نے جہنّم کے تصوّر کو انسانی دماغ سے ایسے غائب کیا جس طرح کہ جہنم کا آخرت میں کوئی وجود ہی نہیں اور اسلامی تعلیمات میں اگر کہیں جہنم کا ذکر آیا تو اس نے اس کو بے معنی کر کے رکھ دیا -

اللہ تعالےٰ کا جہنم کا پیدا فرمانا بنی نوع انسان کی خاطر عین باعث رحمت ہے - اس لئے کہ جہنم کی آگ کو سب سے بڑی آگ قرار دیا گیا ہے - ارشاد باری تعالےٰ ملاحظہ ہو - " اَلَّذِیْ یَصْلَی النَّارَ الْکُبْرٰی "

ترجمہ - جو آخرکار بڑی آگ میں (یعنی آتش دوزخ میں) داخل ہوگا . . . . یعنی آتشِ دوزخ کو نار الکبریٰ کہہ کر خطاب فرمایا گیا

(باقی صفحہ ۱۴ پر)

قرآنِ کریم اور ہم

(از ماسٹر محمد یوسف صاحب عاجز اول مدرس پرائمری سکول نکر قطبال ایبٹ آباد ہزارہ)

یوں تو آئے دن قرآن عزیز کی اہمیت اور فضیلت پر علمائے کرام کے خطبے اور تقریریں ہوتی رہتی ہیں۔ اس لئے اس موضوع پر قلم اٹھانا بظاہر بے نتیجہ معلوم ہوتا ہے۔ لیکن کیا کیا جائے۔ جبکہ ہماری قوم میں بڑے بڑے راسخ رہنما اور اصحاب موجود ہیں پھر بھی ہم اپنے آپ سے بے خبر ہیں ایسی حالت میں جی نہیں چاہتا مگر مجبوری قلم اٹھانا ضروری سمجھا شاید یہی ہمارے لئے مشعلِ راہ ثابت ہو۔

نئی روشنی میں ۹۰ فیصدی گھرانوں میں قرآن کریم کی عزت و حرمت کا عام طور پر یہ مطلب لیا جاتا ہے۔ کہ وہ مذہبی کتاب ہے۔ جو خداوند تعالےٰ کیطرف سے ہمارے پیغمبر جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی۔ اور اس لئے اسے ایک خوشنما غلاف میں لپیٹ کر کسی ایسی جگہ پر محفوظ کیا جاتا ہے۔ کہ وہاں نہ کبھی بچوں کا ہاتھ پہنچ سکے اور نہ آنے جانے والوں کا ہاتھ اسے چھو سکے۔

بھلا بتلایئے تو سہی

جس کتاب کو اللہ تبارک و تعالیٰ نے اس مقصد کے لئے نازل فرمایا ہے کہ وہ بنی نوع انسان کو مختلف قسم کی تاریکیوں سے نکال کر ایسی روشنی میں لے آئے جس میں وہ نہ صرف مذہبی حیثیت سے ارفع و اعلےٰ ہو جائیں بلکہ اخلاقی اور معاشرتی، تمدنی اور سیاسی حالات کے اعتبار سے بھی وہ ایک مکمل انسان کہلانے کے مستحق ہوں۔ اس کتاب الٰہی کے ساتھ ہمارا یہ سلوک کیا ظلم کی حد تک نہیں پہنچتا؟ اور کیا یہ کہنا صحیح نہیں کہ ہم نے اس کی صحیح رہنمائی سے اپنے آپ کو محروم کرکے اس کی ظاہری تقدیس کو اس قدر اہمیت دیدی ہے۔

دراصل

ہمارے دل و دماغ مغرب پرست اور مادیت پسند ہو چکے ہیں۔ اس لئے ہماری زندگی قرآن پاک اور اسلام سے بیگانہ نظر آتی ہے۔

حالانکہ

عہد ماضی کی تاریخ اور زمانہ عروج اسلام سچی زندگی کا صحیح نقشہ پیش کرتا ہے۔ اور اس بات کا کافی ثبوت مہیا کرتا ہے۔ کہ مذہب اسلام کی پیروی ہی نام ایک کامیاب اور سچی زندگی ہے

اگر ہم

آج بھی اپنے اسلاف کے اتباع کو اپنا شیوہ بنا لیں اور انہی کے نقشِ قدم پر چلنا اپنا سرمایۂ حیات سمجھ لیں۔

تو یقیناً

ہم آج بھی اپنی اذانوں کو مغرب کی وادیوں میں گونجتا سنیں گے۔ اور آج بھی ہمارا شمار دنیا کی کامیاب ترین اقوام میں ہونے لگے گا۔

لیکن

افسوس ہماری آنکھوں پر غفلت اور اندھی تقلید کے پردے ہیں۔ اس عظیم رہنمائے حیات اور...... علم و فضل کو رکھتے ہوئے ہم ایسی راہ پر گامزن ہیں جو قدم قدم پر [illegible] اور گمنامی کی پُر خار جھاڑیوں سے بھی پڑی ہے۔

ہم نے قرآن مجید کو عدالتوں میں پیسے پیسے پر بیچا۔ اپنے مسلمان بھائی کے خلاف چند ٹکوں کی خاطر عدالتوں میں قرآن عزیز پر جھوٹی قسمیں اٹھائیں۔ یہ ہے ہمارا ایمان اور اسلام۔

جیلوں میں ۹۰ فیصدی ایسے ہیں جو کچھ اپنے اعمالِ بد کی وجہ سے اور کچھ اپنے بھائیوں کی جھوٹی شہادتوں کی وجہ سے جیلوں میں تباہ و برباد ہو رہے ہیں۔

اگر ہم

اب بھی قرآن پاک کی اہمیت کو سمجھیں اور فرمان ایزدی پر صحیح معنوں میں گامزن ہوں تو کوئی وجہ نہیں کہ ہم سچے اور پکے مسلمان بن کر باطل کی طاقت کا مقابلہ نہ کر سکیں۔

(بقیہ جنت اور جہنم صفحہ ۱۲ سے آگے)

ہے۔ نیک لوگ جب جہنم کی ہولناک تباہیوں اور نہ ختم ہونے والی مصیبتوں کا فقط خیال ہی کرتے ہیں۔ تو عذاب خداوندی کا خیال ہی کرکے ان کے جسم کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ انہیں شیطان اور اس کی پسندیدہ راہ سے سخت نفرت پیدا ہو جاتی ہے۔ جہنم کے روح فرسا عذاب ہر وقت اُن کے دل و دماغ میں گھومتے رہتے ہیں۔ انہیں اپنے اپنے ہر عمل کا پاس ہوتا ہے۔ وہ ہر کام ناپ تول کر کرتے ہیں۔ وہ دنیا کی مصیبتوں اور فانی تکلیفوں کو جہنم کی بے اندازہ آگ کے سامنے بالکل ہیچ خیال کرتے ہیں۔ اس طرح وہ اپنی زندگیوں کو ان لوگوں کی زندگیوں کے سانچے میں ڈھالنے میں کافی حد تک کامیاب ہو جاتے ہیں۔ جو اصحاب رسول تھے۔

(باقی دارد)

سب سے زیادہ ظالم کون ہے؟

(از جناب ابو عبد الرحمٰن لودھیانوی بی اے۔ بی ٹی پرنسپل عثمانیہ کالج شیخوپورہ)

قرآنِ پاک میں اللہ تعالےٰ نے متعدد مقامات پر بتلایا ہے کہ سب سے زیادہ ظالم کون ہے؟

(۱) وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰہِ کَذِبًا اَوْ قَالَ اُوْحِیَ اِلَیَّ وَلَمْ یُوْحَ اِلَیْہِ شَیْءٌ وَّمَنْ قَالَ سَاُنْزِلُ مِثْلَ مَآ اَنْزَلَ اللّٰہُ پ ع ۱۷

ترجمہ۔ اور اس سے زیادہ ظالم کون ہے؟ جو اللہ پر بہتان، یا کہے مجھ پر وحی اتری حالانکہ اس پر وحی نہیں اتری۔ کچھ بھی، اور جو کہے میں بھی اتارتا ہوں مثل اس کے جو اللہ نے اتارا۔

خدا پر بہتان باندھنے سے شاید یہ مراد ہے کہ خدا کی طرف ان باتوں کی نسبت کرے جو اس کی شانِ رفیع کے لائق نہیں۔ مثلاً کسی کو اس کا شریک ٹھہرائے یا بیوی بچے تجویز کرے یا یوں کہے۔ مَا اَنْزَلَ اللّٰہُ عَلٰی بَشَرٍ مِّنْ شَیْءٍ۔ یعنی اس نے بندوں کی ہدایت کا کوئی سامان نہیں کیا ایسا کہنے والا سخت ظالم ہے۔ اسی طرح جو شخص نبوت و پیغمبری کا جھوٹا دعویٰ کرے یا یہ ڈینگ مارے کہ خدا کے کلام جیسا تو میں لا سکتا ہوں جیسے بعض مشرکین کہتے تھے۔ لَوْ نَشَآءُ لَقُلْنَا مِثْلَ هٰذَآ۔ یہ سب باتیں انتہائی ظلم اور دیدہ دلیری کی ہیں۔ جس کی سزا یہ ہوگی۔ کہ موت کی باطنی اور روحانی سختیوں میں مبتلا ہونگے۔ اور فرشتے ان کی روح قبض کرنے کے لئے اور سزا دینے کے لئے ہاتھ بڑھا رہے ہونگے اور مزید تشدد اور اظہار غیظ کے لئے کہتے جاتے ہونگے۔ کہ نکالو اپنی جانیں۔ (جنہیں بہت دنوں سے طرح طرح کے حیلوں سے بچاتے پھرتے تھے)

(۲) وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰہِ کَذِبًا اَوْ کَذَّبَ بِاٰیٰتِہٖ اِنَّہٗ لَا یُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ○

پارہ ۷ رکوع ۹

ترجمہ۔ اور اس سے زیادہ ظالم کون ہے جو بہتان باندھے اللہ پر یا جھٹلائے اس کی آیتوں کو، بلا شک بھلائی نصیب نہیں ہوتی ظالموں کو۔

یعنی نبی نہ ہو اور خدا پر افترا کرکے دعویٰ نبوت کر بیٹھے یا سچے نبی سے جس کی صداقت کے دلائل واضحہ موجود ہوں۔ خدائی پیام سن کر تکذیب پر کمربستہ ہو جائے۔ ان دونوں سے بڑھ کر ظالم کوئی نہیں ہو سکتا اور سُنّۃ اللہ یہ ہے کہ ظالم کو انجام کار کامیابی اور بھلائی نصیب نہیں ہوتی۔

(۳) "پھر اس سے زیادہ ظالم کون ہے۔ جو بہتان باندھے اللہ پر جھوٹا تا کہ لوگوں کو گمراہ کرے بلا تحقیق، بے شک اللہ ہدایت نہیں کرتا ظالموں کو" پ ۸ ع ۴

(مطلب) اشیاء کی تحلیل و تحریم محض خدا کے حکم سے ہوسکتی ہے۔ اور خدا کا حکم بواسطہ انبیاء علیہم السلام پہنچے گا۔ یہاں وہ صورت نہیں ہے۔ پھر مشرکین کے دعاوی میں افترا و اضلال کے سوا اور کیا چیز باقی رہ گئی۔ بلاشبہ اس سے زیادہ ظالم کوئی نہیں ہو سکتا جو خدا پر بہتان باندھے اور علم و تحقیق سے تہیدست ہونے کے باوجود لوگوں کو باطل اور غلط مسائل بیان کرکے گمراہ کرتا پھرے۔ جس شخص نے اس قدر ڈھٹائی اختیار کر لی اور ایسے ظلم عظیم پر کمر باندھ لی اس کے ہدایت پانے کی توقع رکھنا فضول ہے۔

(۴) فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَصَدَفَ عَنْهَا سَنَجْزِي الَّذِيْنَ يَصْدِفُوْنَ عَنْ اٰيٰتِنَا سُوْٓءَ الْعَذَابِ بِمَا كَانُوْا يَصْدِفُوْنَ ○ پارہ ۸ رکوع ۷

ترجمہ۔ اب اس سے زیادہ ظالم کون ہو؟ جو جھٹلاوے اللہ کی آیتوں کو، اور ان سے کترا وے، ہم سزا دیں گے ان کو جو ہماری آیتوں سے کتراتے ہیں۔ برا عذاب بدلہ میں ہوگا۔

(مطلب) اب ایسی بے مثال روشن کتاب آنے کے بعد اگر اس کی آیتوں کو کوئی جھٹلائے اور اس کے احکام قبول کرنے سے کترائے یا دوسروں کو روکے اس سے بڑا ظالم کون ہوگا۔

ان سچے پیغمبروں کی تصدیق کرنا ضروری ہے جو واقعی خدا کی آیات سناتے ہیں۔ باقی جو شخص پیغمبری کا جھوٹا دعویٰ کرے اور جھوٹی آیات بنا کر خدا پر افترا کرے۔ یا کسی سچے پیغمبر کو اور اس کی لائی ہوئی آیات کو جھٹلائے۔ ان دونوں سے زیادہ ظالم کوئی نہیں۔ اللہ تعالےٰ نے کل اولاد آدمؑ کو عالمِ ارواح میں کہا تھا کہ اگر خدا کسی وقت تم ہی میں سے اپنے پیغمبر مبعوث فرمائے جو خدا کی آیات پڑھ کر سنائیں جن سے تم کو اپنے باپ کی اصلی میراث (جنت) حاصل کرنے کی ترغیب و تذکیر ہو۔ اور مالک حقیقی کی خوشنودی کی راہیں معلوم ہوں۔ ان کی پیروی اور مدد کرو۔ خدا سے ڈر کر برے کاموں کو چھوڑو۔ اور اعمالِ صالحہ اختیار کرو۔ تو پھر تمہارا مستقبل بالکل بے خوف و خطر ہے۔ تم ایسے مقام پر پہنچ جاؤگے جہاں سُکھ، امن اور اطمینان کے سوا کوئی دوسری چیز نہیں ہاں اگر ہماری آیتوں کو جھٹلایا اور تکبر کرکے ان پر عمل کرنے سے کترائے تو مسکن اصلی اور آبائی میراث سے دائمی محرومی اور ابدی عذاب و ہلاکت کے سوا کچھ نہ ملے گا۔

(۵) فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰہِ کَذِبًا پ ع ۱۴

ترجمہ۔ پھر اس سے بڑا گنہگار کون؟ جس نے باندھا اللہ پر جھوٹ

(مطلب) موحدین توحید پر صاف صاف دلیلیں پیش کرتے ہیں۔ اگر مشرکین اپنے دعوے میں سچے ہیں تو کوئی واضح دلیل کیوں نہیں لاتے۔ لائیں کہاں سے؟ جھوٹ کے پاؤں نہیں ہوتے، اس سے بڑا جھوٹ کیا ہوگا۔ کہ خدا کے شریک ٹھہرائے جائیں۔

یٰبُنَیَّ لَا تُشْرِکْ بِاللّٰہِ اِنَّ الشِّرْکَ لَظُلْمٌ عَظِیْمٌ ○ پ ۲۱ ع ۱۱

لقمان نے اپنے بیٹے سے کہا "شریک نہ ٹھہرائیو اللہ کا۔ بے شک شریک بنانا بھاری بے انصافی ہے"

(مطلب) اس سے بڑھ کر بے انصافی کیا ہوگی کہ عاجز مخلوق کو خالق مختار کا درجہ دیدیا جائے۔ اور اس سے زیادہ حماقت اور ظلم اپنی جان پر کیا ہوگا۔ کہ اشرف المخلوقات ہوکر خسیس ترین اشیأ کے آگے سر عبودیت خم کر دے۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ

(۶) فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَبَ عَلَى اللّٰهِ وَكَذَّبَ

بِالصِّدْقِ اِذْ جَآءَهٗ ط اَلَیْسَ فِیْ جَهَنَّمَ مَثْوًی لِّلْکٰفِرِیْنَ ○ پارہ ۲۴ رکوع ۱

ترجمہ - پھر اس سے زیادہ ظالم کون ہے جس نے جھوٹ بولا اللہ پر، اور جھٹلایا سچی بات کو جب پہنچی اُس کے پاس، کیا نہیں دوزخ میں ٹھکانا منکروں کا -

(مطلب) اللہ پر جھوٹ بولا یعنی اُس کے شریک ٹھہرائے یا اولاد تجویز کی یا وُہ صفات اُس کی طرف منسوب کیں، جو واقع میں اُس کے لائق نہ تھیں اور جب اُس کے پاس سچی بات پہنچی تو اُس کو جھٹلایا - یعنی انبیاء علیہم السلام جو سچی باتیں خدا کی طرف سے لائے اُن کو سُنتے ہی جھٹلانے لگا - سوچنے سمجھنے کی تکلیف بھی گوارا نہ کی - بلاشبہ جو شخص سچائی کا اتنا دشمن ہو اس سے بڑھ کر ظالم کون ہوسکتا ہے - اور ایسے ظالموں کا ٹھکانا دوزخ کے سوا اور کہاں ہوگا -

(وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰهِ الْکَذِبَ وَهُوَ یُدْعٰۤی اِلَی الْاِسْلَامِ ط

(۷) " اس سے زیادہ ظالم کون؟ جو باندھے اللہ پر جھوٹ، اور اس کو بلاتے ہیں مسلمان ہونے کو۔" پ ۲۸ ع ۹

مطلب - جب انہیں مسلمان ہونے کو کہا جاتا ہے تو حق کو چھپا کر اور جھوٹی باتیں بنا کر حضورؐ پر ایمان لانے سے انکار کر دیتے ہیں - وہ خدا کو بشر یا بشر کو خدا بنانے کا جھوٹ تو ایک طرف رہا کتب سماویہ میں تحریف کر کے جو چیزیں واقعی موجود تھیں اُن کا انکار کرتے اور جو نہیں تھیں ان کو درج کرتے - اس سے بڑھ کر ظلم اور کیا ہوگا ایسے بے انصافوں کو ہدایت کہاں سے نصیب ہوسکتی ہے - گویا حضورؐ کے متعلق جن خبروں کو وہ مٹانا چاہتے ہیں چھپ یا مٹ نہیں سکیں گی - چنانچہ باوجود ہزاروں قطع و برید کے آج بھی نبیؐ آخرالزمان کی نسبت بشارات کا ایک کثیر ذخیرہ موجود ہے -

(۸) (وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰهِ کَذِبًا اَوْ کَذَّبَ بِالْحَقِّ لَمَّا جَآءَهٗ ط اَلَیْسَ فِیْ جَهَنَّمَ مَثْوًی لِّلْکٰفِرِیْنَ ○) پ ۲۱ ع ۳

ترجمہ - اور اُس سے زیادہ بے انصاف کون؟ جو باندھے اللہ پر جھوٹ یا جھٹلائے سچی بات کو، جب اُس تک پہنچے، کیا دوزخ میں بسنے کی جگہ نہیں منکروں کے لئے -

سب سے بے انصافی یہ ہے کہ اللہ کا شریک کسی کو ٹھہرائے یا اُس کی طرف وہ باتیں منسوب کرے - جو اُس کی شان کے لائق نہیں - یا پیغمبر جو سچائی لے کر آئے ہیں اُسے سُنتے ہی جھٹلانا شروع کر دے - کیا ان ظالموں کو معلوم نہیں کہ منکروں کا ٹھکانا دوزخ ہے - جو ایسی بیباکی اور بے حیائی سے عقل و انصاف کے گلے پر چھری پھیرنے پر آمادہ ہو گئے ہیں -

(۹) وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ ذُکِّرَ بِاٰیٰتِ رَبِّهٖ فَاَعْرَضَ عَنْهَا وَنَسِیَ مَا قَدَّمَتْ یَدٰهُ ط

پارہ ۱۵ رکوع ۲

ترجمہ - اور اُس سے زیادہ ظالم کون؟ جس کو سمجھایا اس کے رب کے کلام سے پھر منہ پھیر لیا اُس کی طرف سے اور بھول گیا جو کچھ آگے بھیج چکے ہیں اس کے ہاتھ -

یعنی اُنہوں نے کبھی بھول کر بھی خیال نہ کیا - کہ تکذیب حق اور استہزا و تمسخر کا جو ذخیرہ آگے بھیج رہے ہیں - اُس کی سزا کیا ہے؟

قرآن کے متعلق کہتے ہیں کہ یہ اللہ کا کلام نہیں - پیغمبر خود بنا لایا ہے سو اس کے متعلق شبہ میں مت رہو - وہ تمہارے رب کی طرف سے حق ہے لیکن بہت سے لوگ یقین نہیں کرتے - قرآن جھوٹ اور افترا نہیں خدا کا سچا پیغام ہے - جس کو قبول کرنا ضروری ہے خوب سمجھ لو اُس شخص سے زیادہ ظالم کوئی نہیں ہوسکتا جو خدا پر جھوٹ باندھے مثلاً اس کا کلام نہ ہو اور کہدے کہ اُس کا کلام ہے یا واقعی اُس کا ہو - اور خدا بار بار فرمائے - کہ میرا کلام ہے - مگر باوجود روشن دلائل کے جھٹلاتا رہے - اور کہتا رہے یہ اُس کا نہیں -

(۱۰) وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ کَتَمَ شَهَادَةً عِنْدَهٗ مِنَ اللّٰهِ پ ۱ ع ۱۶

ترجمہ - اُس سے بڑا ظالم کون؟ جس نے چھپائی وہ گواہی جو ثابت ہو چکی اُس کو اللہ کی طرف سے،

(مطلب) حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسمٰعیلؑ اور دیگر انبیاء علیہم السلام کی بابت یہود اور نصاریٰ کا یہ دعویٰ کہ وہ یہودی اور نصرانی تھے دروغ صریح ہے - علاوہ ازیں حق تعالیٰ تو فرماتا ہے:

مَا کَانَ اِبْرٰهِیْمُ یَهُوْدِیًّا وَّلَا نَصْرَانِیًّا،

تو اب بتلاؤ کہ تم کو زیادہ علم ہے یا اللہ کو،

(۱۱) وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰهِ اَنْ یُّذْکَرَ فِیْهَا اسْمُهٗ وَسَعٰی فِیْ خَرَابِهَا ط

پ ۱ ع ۱۴

ترجمہ - اور اُس سے بڑا ظالم کون ہے؟ جس نے منع کیا اللہ کی مسجدوں میں کہ لیا جاوے وہاں نام اللہ کا، اور کوشش کی اُن کے اُجاڑنے کی -

اس آیت کا شانِ نزول یہ ہے - کہ نصاریٰ نے یہودیوں سے مقابلہ کر کے تورات کو جلایا اور بیت المقدس کو خراب کیا - یا مشرکینِ مکّہ کی طرف اشارہ ہے کہ انہوں نے مسلمانوں کو محض تعصب اور عناد سے حدیبیہ میں مسجد حرام میں جانے سے روکا - باقی جو شخص کسی مسجد کو ویران یا خراب کرے وہ اُسی حکم میں داخل ہے -

حاصل کلام یہ (۱) کہ خدا کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیے - خدا کے لئے بیوی بچے تجویز نہ کرے خدا کے لئے وہ باتیں منسوب نہ کرے جو اس کی شان رفیع کے مناسب نہ ہوں - (۲) نبوت کا دعوےٰ نہ کرے یا سچے نبیؐ سے خدائی پیغام سُن کر تکذیب نہ کرے - (۳) باطل اور غلط مسائل بیان نہ کرے - حلال کو حرام اور حرام کو حلال نہ بتائے (۴) قرآن جیسی روشن اور بے مثال کتاب کو نہ جھٹلائے (۵) عاجز مخلوق کو خالق کا درجہ نہ دے (۶) سچائی کو نہ جھٹلائے (۷) کتب سماویہ میں تحریف نہ کرے (۸) تکذیب حق، استہزاء اور تمسخر نہ کرے (۹) سچی گواہی کو نہ چھپائے (۱۰) کسی مسجد کو ویران اور اُجاڑا نہ جائے - اور اللہ کے ذکر سے روکا نہ جائے -

صابر و شاکر لوگ

(از جناب حاجی کمال الدین صاحب مدرس لاہور کارپوریشن)

(انعام ع۴) وَلَقَدْ كُذِّبَتْ رُسُلٌ مِّن قَبْلِكَ فَصَبَرُوا عَلَىٰ مَا كُذِّبُوا وَأُوذُوا حَتَّىٰ أَتَاهُمْ نَصْرُنَا

بہت سے رسول، جو آپ سے پہلے ہوئے ہیں۔ ان کو بھی (بے ایمانوں کی طرف سے) تکذیب کی گئی۔ اور ان کو سخت تکلیفیں پہنچائی گئیں) پس انہوں نے اس پر صبر ہی کیا جو ان کی تکذیب کی گئی اور ان کو تکلیفیں پہنچائی گئیں۔ یہاں تک کہ ہماری مدد ان کو پہنچی (اسی طرح آپ بھی ان تکلیفوں پر صبر کرتے رہیں)

(اعراف رکوع ۱۵) قَالَ مُوسَىٰ ۔ تا. كَيْفَ تَعْمَلُونَ ۔

حضرت موسےؑ نے اپنی قوم سے کہا۔ کہ اللہ سے مدد چاہتے رہو۔ اور صبر کرتے رہو۔ زمین اللہ تعالےٰ کی ہے جس کو چاہتا ہے اپنے بندوں میں سے اس کا وارث (اور حاکم) بنا دیتا ہے (چنانچہ اس وقت فرعون کو دے رکھی ہے۔) اور آخر کامیابی اسی کو ہوتی ہے جو اللہ تعالےٰ سے ڈرنے والے ہوتے ہیں۔ (اگر تم صبر اور تقوےٰ اختیار کروگے، تو انجام کار فتح تمہاری ہو جائیگی حضرت موسےؑ کی) قوم نے کہا کہ ہم تو ہمیشہ مصیبت ہی میں رہے۔ آپ کے تشریف لانے سے پہلے بھی (ہم پر مصیبتیں ڈالی جاتی تھیں اور ہماری اولاد کو قتل کیا جاتا تھا۔) اور آپ کے تشریف لانے کے بعد بھی (ہرطرح کی مصیبتیں ہم پر ڈالی جا رہی ہیں) موسےؑ نے کہا بہت جلد حق تعالےٰ شانہٗ تمہارے دشمن کو ہلاک کر دیں گے اور بجائے ان کے تم کو اس زمین کا مالک بنا دینگے۔ پھر تمہیں دیکھیں گے کہ تم کیسا عمل کرتے ہو (شکر اور اطاعت کرتے ہو یا ناقدری اور معصیت کرتے ہو۔ پھر جیسا تمہارا عمل ہوگا۔ ویسا تمہارے ساتھ برتاؤ ہوگا۔)

(توبہ رکوع ۱۴) إِنَّ اللَّهَ اشْتَرَىٰ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ أَنفُسَهُمْ وَأَمْوَالَهُم بِأَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ ؕ

بلاشبہ اللہ تعالےٰ نے مسلمانوں سے ان کی جانوں کو اور ان کے مالوں کو اس بات کے عوض خرید لیا کہ ان کو جنّت ملے گی۔

جب مسلمانوں کا جان و مال سب اللہ تعالےٰ کے ہاتھ فروخت ہو چکا ہے۔ تو حق تعالےٰ شانہٗ، ایسی چیزوں میں جو اس کی پیدا کی ہوئی ہیں لو، پھر مزید یہ کہ ان کو خرید بھی لیا جو چاہے تصرف کرے۔ بلکہ مسلمانوں کے بیچ دینے کا مقتضا تو یہ ہے کہ اب یہ خود مشتری تک اس کا خریدا ہُوا مال پہنچانے کی کوشش کریں اور خود اس پر پیش قدمی کریں چہ جائیکہ وہ خود اپنی خریدی ہوئی چیز لے تو اس میں بھی رنج و قلق کریں۔

(یونس رکوع ۱۱) وَاتَّبِعْ مَا يُوحَىٰ إِلَيْكَ وَاصْبِرْ حَتَّىٰ يَحْكُمَ اللَّهُ ۚ وَهُوَ خَيْرُ الْحَاكِمِينَ

آپ اس کا اتباع کرتے رہیں جو کچھ آپ کے پاس وحی بھیجی جاتی ہے۔ اور (ان کی ایذا پر) صبر کیجئے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالےٰ (خود ہی ان کا) فیصلہ کر دینگے۔ (چاہے دُنیا میں ہلاکت سے کریں یا آخرت میں عذاب سے) اور وہ سب فیصلہ کرنے والوں میں بہترین فیصلہ کرنے والے ہیں۔

(ہود رکوع ۲) وَلَئِنْ أَذَقْنَا الْإِنسَانَ تا. . . . أَجْرٌ كَبِيرٌ

اور اگر ہم آدمی کو اپنی مہربانی کا مزہ چکھا کر (راحت و دولت وغیرہ دیکھ) اُس سے چھین لیتے ہیں تو بہت ناامید ہو جاتا ہے اور ناشکری کرنے لگتا ہے اور اگر اس کو کسی تکلیف کے بعد جو اس پر واقع ہوئی ہو کسی نعمت کا مزہ چکھا دیتے ہیں تو (بے فکر ہو کر) کہنے لگتا ہے کہ میری برائیوں کا دَور ختم ہو گیا (پھر وہ) اترانے لگتا ہے۔ شیخی مارنے لگتا ہے (حالانکہ نہ پہلی چیز مایوسی اور ناشکری کی تھی نہ دوسری حالت اکڑنے اور اترانے کی) البتہ جو لوگ صابر ہیں اور نیک عمل کرنے والے ہیں (وہ نہ مصیبت میں اللہ کی رحمت سے مایوس ہوتے ہیں نہ راحت و ثروت میں شیخی مارتے ہیں) یہی لوگ ہیں جن کے لئے بڑی مغفرت اور بڑا اجر ہے۔

(یوسف رکوع ۱۰) إِنَّهُ مَن يَتَّقِ وَيَصْبِرْ فَإِنَّ اللَّهَ لَا يُضِيعُ أَجْرَ الْمُحْسِنِينَ ۝

بے شک جو شخص اللہ سے ڈرتا ہے اور (مصیبتوں پر) صبر کرتا ہے تو اللہ تعالےٰ ایسے نیک کام کرنے والوں کا اجر ضائع نہیں کرتا۔

(رعد رکوع ۳) إِنَّمَا يَتَذَكَّرُ . . . تا. عُقْبَى الدَّارِ ۔

ان کے سوا دوسری بات ہی نہیں کہ نصیحت تو سمجھدار ہی قبول کرتے ہیں۔ یہ ایسے لوگ ہیں جو کہ اللہ سے جو کچھ انہوں نے عہد کیا اس کو پورا کرتے ہیں اور اُس (عہد) کو توڑتے نہیں اور یہ ایسے لوگ ہیں کہ جن تعلقات کو (قرابت داری وغیرہ کے) قائم رکھنے کا اللہ نے حکم کیا ہے ان کو باقی رکھتے ہیں (ان کو توڑتے نہیں) اور اپنے رب سے ڈرتے رہتے ہیں اور (قیامت کے دن کے) حساب کی سختی سے ڈرتے ہیں اور یہی لوگ ہیں جو اپنے رب کی خوشنودی کی خاطر (مصیبتوں پر) صبر کرتے ہیں اور نماز کو قائم رکھتے ہیں۔ اور جو کچھ ہم نے ان کو دیا ہے اس سے مخفی طور پر بھی اور علانیہ بھی خرچ کرتے ہیں۔ اور بُرائی کو بھلائی سے دفع کرتے ہیں (یعنی کوئی اُن کے ساتھ بدسلوکی کرے تو یہ پھر بھی اُس کے ساتھ حسن سلوک کرتے ہیں) یہی لوگ ہیں جن کے لئے پچھلا گھر ہے۔ یعنی ہمیشہ رہنے والی جنّتیں جس میں یہ لوگ داخل ہونگے۔ اور (ان کے ساتھ) ان کے ماں باپ اور بیبیوں اور اولاد میں جو (جنّت میں داخل ہونے کے) لائق ہونگے (یعنی مومن ہونگے۔ اگرچہ وہ اعمال اور درجوں کے اعتبار سے ان کے برابر نہ ہوں داخل ہونگے) اور فرشتے ان لوگوں کے پاس جنّت کے ہر دروازے سے حاضر ہو کر سلام کرینگے (یا سلامتی کی بشارت دینگے کہ تم ہر آفت سے اب محفوظ رہوگے۔ یہ سب کچھ) اس وجہ سے ہے کہ تم نے صبر کیا تھا (اور دین پر مضبوط قائم رہے تھے) پس کیا ہی اچھا ہے پچھلا گھر۔

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جنّت میں سب سے ادنیٰ درجہ کا آدمی جو ہوگا اُس کو ایک محل صاف شفاف موتی کا ملیگا۔

(باقی صفحہ ۲۱ پر)

بقیہ بچوں کا صفحہ (۱۹ سے آگے)

ساتھ وابستہ ہیں۔ اگر تو ٹھیک رہی تو ہم بھی ٹھیک رہیں گے . . .

اور اگر تو نے کوئی غلطی کی تو ہم بھی غلط روی اختیار کریں گے۔

ایک اور حدیث میں آپ فرماتے ہیں۔ (مَنْ صَمَتَ نَجَا) جو آدمی چپ چاپ رہا وہ کامیاب ہے۔

اس کا یہ مطلب ہرگز نہ لیا جائے کہ ہر وقت سکوت (خاموشی) اختیار کر کے زبان کو کسی صورت میں بھی بولنے کی اجازت نہ دی جائے۔ اور اُسے قدرت کا ایک پابند اور بندش کی زنجیروں میں ایک جکڑا ہُوا قیدی شمار کیا جائے یہ مقصد ہرگز نہیں۔ یہ مراد لینا توجیہ بما لا یرضی بہ قائلہ کے مانند ہوگا۔

بعض اوقات خاموش رہنا گناہ اور بولنا ضروری ہوتا ہے۔ ؎

چو کارے بے فضول من بر آید
مرا در وے سخن گفتن نشاید
وگر بینم کہ نابینا و چاہ است
اگر خاموش بنشینم گناہ است

اکبر الہ آبادی مرحوم اس عنوان کو یوں ادا کرتے ہیں ؎

بچنا فضول گوئی سے ہے مقصد سکوت
معقول بات ذہن میں آئے تو چپ نہ رہ

مدرسہ عربی احیاء العلوم خدام الدین

مراد صدر نوغان ڈیرہ تحصیل شہداد پور ضلع سانگھڑ

یہ مدرسہ ۱۳۷۵ھ میں قائم کیا گیا تھا مدرسہ کے تمام کارکن اللہ تعالےٰ کے فضل وکرم سے اخلاص سے دین کی خدمت کر رہے ہیں۔ الحمد للہ مدرسہ روز نہ بروز ترقی کر رہا ہے۔ امسال ۳۵ طلباء داخل ہوئے ہیں۔ ان میں سے اکثر مسافر ہیں۔ مسلمانانِ مغربی پاکستان سے درخواست ہے کہ وہ اس مدرسہ کی دامے درمے امداد فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔ تمام رقوم مہتمم صاحب مدرسہ ہذا کے نام ارسال کی جائیں۔

نوٹ

پرچہ نہ ملنے کی اطلاع فوراً دیجائے تاکہ تعمیل میں تاخیر نہ ہو۔ اور نمونہ مفت طلب فرمادیں۔

حضرت مولانا محمد طیب صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند کا دارالعلوم حقانیہ میں ورود مسعود اور تحریری رائے

اکوڑہ خٹک ۔ دارالعلوم حقانیہ کی دعوت پر حضرت فخر الاماثل مخدوم العلماء حضرت مولانا قاری **محمد طیب** صاحب مہتمم دارالعلوم دیو بند سالانہ اجلاس دستار بندی حقانیہ میں شمولیت کرنے تشریف لائے۔ ۲۱-۲۲ اکتوبر کو دارالعلوم ہی میں قیام کیا۔ فارغ التحصیل طلبہ کی دستار بندی حضرت ممدوح و دیگر اکابر کے ہاتھوں کرائی گئی۔ ۲۳ اکتوبر کی شب کو عظیم الشان مجمع ہزاروں علماء و فضلاء مشائخ اہل علم طلبہ اور عام مسلمانوں کے سامنے تین گھنٹہ تک ایک ولولہ انگیز تقریر کی جو انشاء اللہ دارالعلوم سے شائع کی جائے گی۔ صبح ۲۳ اکتوبر واپس ہوتے ہوئے اپنے تحریری ارشادات میں دارالعلوم حقانیہ کو مندرجہ ذیل شاندار الفاظ میں دعوات صالحہ کرتے ہوئے سراہا۔

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

آج بتاریخ ۶ ربیع الثانی ۱۳۷۸ھ احقر حسب دعوت حضرت مولانا محمد عبدالحق صاحب بانی دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک حاضر ہُوا۔ اور دارالعلوم ہی میں قیام کیا آٹھ سال کے بعد اس سرچشمہ میں حاضری کا یہ دوسرا موقع ہے۔ ۱۹۵۰ء میں احقر اس وقت حاضر ہُوا تھا۔ جبکہ اس مدرسہ کے لئے نہ کوئی مستقل جگہ تھی نہ مکان ایک مسجد میں غریبانہ انداز سے اساتذہ و تلامذہ نے کارِ تعلیم شروع کر دیا تھا۔ لیکن آٹھ سال کے بعد آج دارالعلوم کو اس شان سے دیکھا کہ اس کے پاس شاندار عمارت بھی ہے وسیع میدان بھی ہاتھ میں ہے۔ اور اس کے وسیع نظم و نسق کے لئے مختلف انتظامی شعبہ جات بھی ہیں۔ شعبہ تعمیر مستقل حیثیت میں اپنا کام بھی کر رہا ہے۔ تعمیرات بھی روز افزوں ترقی پر ہیں۔ طلبہ کی کثرت ہے۔ اساتذہ ماہر فنون کافی تعداد میں جمع ہیں۔ ۲۶ طلبہ فارغ التحصیل کی دستار بندی بھی ہوئی۔ جن میں مختلف پاکستانی علاقوں کے علاوہ قابل قندھار کے طلبہ بھی ہیں۔ ایک عظیم الشان مسجد کی بنیاد بھی رکھی جا رہی ہے۔ خلق اللہ کا رجوع ہے۔ اعتماد ہے۔ اور وہ پورے بھروسے کے ساتھ پروانہ وار اس شمع علم کے ارد گرد فدائیت و عقیدت کے ساتھ ہجوم کر کر آ رہے ہیں اور حتیٰ کہ مدرسہ کے جلسہ نے ایک عظیم الشان علمی جشن کی صورت اختیار کر لی ہے۔ اور بلا تامل کہا جا سکتا ہے کہ آج اسے صوبہ سرحد کی سب سے بڑی اور مرکزی درسگاہ ہونے فخر حاصل ہے۔

سات سال کی مختصر مدت میں یہ ظاہری باطنی ترقیات بجز اس کے کہ کارکنوں کے اخلاص و للّٰہیت کا ثمرہ کہا جائے اور کیا کہا جا سکتا ہے؟ ان مخلصین میں راس المخلصین حضرت مولانا عبدالحق صاحب اکوڑوی ہیں۔ جن کے اخلاص و ایثار کو مَیں اس وقت سے جانتا ہوں جب وہ دارالعلوم دیوبند کے طالب علم اور اس کے بعد ایک کافی عرصہ تک دارالعلوم دیوبند کے ایک ماہر فن استاذ کی حیثیت سے دارالعلوم میں مقیم تھے۔ تقسیم ملک کے بعد بمجبوری اکوڑہ میں مقیم ہوئے۔ اور دارالعلوم دیوبند آج تک ان کی جُدائی پر نالاں ہے۔ ان کی سادہ بے لوث اور مخلصانہ طبیعت اور خدمت نے ہی اس سات سال کی قلیل مدت میں اس مکتب کو مدرسہ اور مدرسہ سے دارالعلوم بنا دیا ہے۔ اس دارالعلوم کے احاطہ میں پہنچکر احاطۂ دارالعلوم دیو بند کا شبہ ہونے لگتا ہے۔ اور بالآخر یہ شبہ یقین سے بدل جاتا ہے۔ جب یہ دیکھا جاتا ہے کہ حقیقتاً اس نے اپنی صورت و سیرت میں دارالعلوم دیو بند کی صورت و سیرت کو سمو لیا ہے۔ اور وہ دارالعلوم دیو بند ہی بن گیا ہے۔ دُعا ہے کہ حق تعالےٰ اس سرچشمۂ فیض اور اس کے بانی کو اپنے فضل وکرم کے سایہ میں تادیر قائم دائم رکھے اور مسلمانانِ پاکستان کے لئے یہ مدرسہ نور ہدایت اور مینارہ روشنی ثابت ہو۔

ایں دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد

محمد طیب غفرلہ مدیر دارالعلوم دیوبند
حال وارد اکوڑہ خٹک

بچوں کا صفحہ

بچو! اپنی زبانوں پر کنٹرول رکھو

(از جناب شمس الرحمٰن صاحب مردانی)

میرے عزیز بچو - آج کی فرصت میں زبان کی اہمیت کے بارے میں تم سے کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں - جو کچھ کاغذ پہ آئے گا - اندر کی بھڑاس ہوگی - اور نہ دل سے نکل کر قرطاس ابیض کو اپنا مستقر بنا کر ناظرین کے لئے باعث صد تعجب ہوگی -

تمہیں معلوم ہے کہ زبان منہ میں صرف گوشت کا ایک چھوٹا سا ٹکڑا ہے جو دیکھنے میں ایک معمولی سی چیز معلوم ہوتی ہے - لیکن فی الحقیقت یہ محسن اعظم اور منعم حقیقی کی ایک بیش بہا اور بینظیر نعمت ہے -

زبان کو اگر صحیح طریقہ پر استعمال کیا جائے ، اور اس کو شتر بے مہار نہ بنایا جائے ، تو بام عروج پر پہنچنے کے لئے ایک مضبوط زینہ ہے اور اگر بے احتیاطی اور لاپروائی سے چلائی جائے تو وبال جان بن کر شرمندگی ، ذلت اور پستی کا ذریعہ بنتی ہے - اس لئے تو کہا گیا ہے -

(اَلْمَرْأُ بِاَصْغَرَیْهِ قَلْبِهِ وَلِسَانِهِ)

ترجمہ - آدمی دو چھوٹی چیزوں سے آدمیت پاتا ہے دل اور زبان سے -

یہ بالکل واقعہ ہے کہ زبان اور دل اگر بگڑ جائیں تو سارا جسم پُرزہ پُرزہ ہوکر ایک لایعنی مجسّمہ بنتا ہے - اور مقامِ انسانیت سے گر کر زمرہ بہائم (حیوانات) کا ایک فرد شمار ہونے لگتا ہے بنی نوع انسان کے فوائد اور مضرات ان دو حقیر سی چیزوں سے وابستہ ہیں - سدھار اور بگاڑ کی ابتدا یہاں سے ہوکر بعد میں اعضاء تک متعدی ہوتی ہے -

کہا جاتا ہے کہ حضرت لقمان کو اپنے آقا نے ایک بھیڑ دیدی اور حکم دیا کہ اسے ذبح کرکے اس کا بہترین اور اچھا حصّہ میرے پاس لاؤ - حضرت لقمان اسے ذبح کرکے اُس کی زبان اور دل لائے - آقا نے ان کو ایک اور بھیڑ دے دی اور کہا کہ اس کو ذبح کرکے سب سے بدترین اور ادنےٰ حصّہ میرے پاس لاؤ - آپ نے اُسے ذبح کرکے پھر اس کے پاس زبان اور دل لائے -

آقا نے اس معمّہ کے متعلق پوچھا - تو آپ نے جواب دیا - کہ اگر یہ دونوں پاکیزہ ہوں تو ان سے بڑھ کر کوئی طاہر اور پاکیزہ نہیں - اور اگر یہ دونوں خبیث ہوں تو ان سے بڑھ کر کوئی خبیث نہیں

پیارے بچو اپنی زبانوں پر مکمل کنٹرول رکھو - اور زبانوں سے کسی کی دل آزاری کے مرتکب نہ بنو - فحش گالیوں اور فضول باتوں سے اپنی زبانیں حفاظت میں رکھو - آج کل گالیاں اتنا رواج پکڑ گئی ہیں کہ اس کا سدّ باب ایک عقدہ لاینحل ہے خاص کر سکولوں اور کالجوں میں تو اسے تہذیب اور تمدّن کا مقام دیا جاتا ہے -

میری ان معروضات سے یہ نہ سمجھو کہ لکھنے والے کا قلم بے قابو ہوکر دل کی دھڑکن کو الفاظ کا لباس زیبِ تن کراکر کاغذ کی سطح پر کھڑا کر دیتا ہے - بلکہ یہ ایک مسلم حقیقت ہے جس سے چشم پوشی کرنا کسی صورت میں بھی جائز نہیں

بہر حال عرض مَیں یہ کر رہا تھا کہ زبان ایک نعمتِ عظمیٰ اور ایک ایسا جوہر ہے جو اپنی نظیر آپ ہے - اس شرط پر کہ اسے مشروع اور اسلام کے بتلائے ہوئے راستوں پر استعمال کیا جائے ورنہ پھر تو یہ سوہانِ رُوح اور ایک مہلک ہتھیار ہے -

یاد رکھو اگر کسی کے ساتھ میٹھی گفتگو اور شیریں بیانی سے پیش آؤ گے تو مقبولیّت پاؤ گے اور عند اللہ ماجور ہوگے - (اَلْکَلِمَةُ الطَّیِّبَةُ صَدَقَةٌ) اچھی بات صدقہ ہے - تو نرم کلام سے محبّت اور شفقت کے خوش کن اثرات کا سامنا کروگے - (مَنْ لَانَتْ کَلِمَتُهٗ وَجَبَتْ مُحَبَّتُهٗ) جس کی بول چال نرم ہو اس سے محبت ضروری ہوتی ہے - لیکن اگر کسی کا استقبال گالیوں اور فحش باتوں سے کروگے تو اس کو دُکھ پہنچاؤ گے - خدا نخواستہ اگر وہ بھی تمہاری طرح بے لگام ہوگا تو بدلہ لینے کے لئے سخت اور شدید گالیاں تلاش کرکے مُنہ پر مارے گا - کیونکہ انسان کے خمیر میں ضد اور مخالفت کے اجزا بھی پائے جاتے ہیں - اگر تم نے کسی کو خفیف اور ہلکی گالیاں دیں - صرف زندوں کو یاد کیا تو وہ مُردوں کو بھی گالیاں دے کر ایک قدم آگے رکھنے کی کوشش کرے گا - اور اگر تم نے صرف بہن کا نام لیا تو وہ تمہاری ماں اور دادی کو بھی شریک کرکے جذبۂ انتقام کی آگ کو ٹھنڈا کرے گا - اور اسی کو عین غیرت سمجھے گا - تو اس کا مطلب یہ نکلا - کہ تم خود دیدہ و دانستہ اپنی ماؤں اور بہنوں کو گالیاں دلواتے ہو - اور گوشت کی اس باریک سی تلوار سے ایسا وار کراتے ہو جس کا علاج ناممکن ہے

؎ جَرَاحَاتُ السِّنَانِ لَهَا الْتِیَامٌ
وَلَا یَلْتَامُ مَا جَرَحَ اللِّسَانُ

ترجمہ - نیزوں کے زخم مندمل ہو سکتے ہیں - مگر زبانوں کے زخم کسی صورت میں بھی بھر نہیں سکتے -

عرب کہتے ہیں (اَلْبَلَاءُ مُوَکَّلٌ بِالْمَنْطِقِ) مصیبت بول چال سے وابستہ ہے - یعنی جو آدمی اپنی زبان کو قابو میں نہیں رکھتا - جو کچھ دل پر آتا ہے بے سوچے سمجھے کہہ ڈالتا ہے تو اُسے مصیبتوں اور تکلیفوں سے دو چار ہونا پڑے گا -

اسی وجہ سے کہا جاتا ہے - پہلے تولو پھر بولو - اور عربی کا ایک مختصر سا فقرہ ہے - لِکُلِّ مَقَالٍ مَقَامٌ ہر بات کا اپنا محل اور مناسب مقام ہوتا ہے - اگر اچھی سے اچھی بات بھی بے محل اور غیر موزوں مقام پر کہی جائے تو وہ بالکل بے معنی ہو جائے گی ؎

دو چیز طیرۂ عقل است دم فروبستن
بوقت گفتن و گفتن بوقت خاموشی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو ایک طویل حدیث کے آخر میں فرمایا - اے معاذ آدمیوں کو دوزخ میں اُن کے مُنہ کے بل اُن کی زبانوں کی بے باکانہ باتیں ڈلوائیں گی

اسی طرح حضرت ابو سعید خدری رضؓ نے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - جب آدمی صبح کرتا ہے تو اُس کے سارے اعضاء عاجزی کے ساتھ زبان سے کہتے ہیں - کہ ہمارے بارے میں خدا سے ڈر کیونکہ ہم سب تیرے

ایڈیٹر
عبد المنان
چوہان

شرح چندہ
سالانہ بارہ روپے ـــــ ششماہی:۔ سات روپے
سہ ماہی:۔ تین روپے آٹھ آنے

منظور شدہ
محکمہ جات تعلیم و جیل
مغربی پاکستان

رجسٹرڈ
ایل نمبر
۶۰۴۷

پنجاب پریس لاہور میں باہتمام مولوی عبید اللہ انور پرنٹر پبلشر چھپا اور دفتر رسالہ خدام الدین شیرانوالہ گیٹ سے شائع ہوا۔